

میں اور تم  
از قلم رمشا حسین  
مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com)

WhatsApp : 92 306 1756508

## ناول بینک انتظامیہ

کٹ

کٹ۔

عنزہ یہ کیا کر رہی ہے آپ کچھ وقت کا بریک لے پھر ہم شوٹ کریں گے۔ ڈائریکٹر جبار نے عنزہ خان سے کہا جس نے کچھ ہی وقت میں شوبز کی دنیا میں بہت نام کمایا تھا عنزہ خان جو اپنے ماں باپ کے اختلاف جاکر شوبز کی دنیا میں قدم رکھا تھا وہ اب آسمان کا چمکتا ستارہ تھی جو ہر رات اور گھر چمکتا تھا عنزہ خان جو خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خود اعتماد بھی تھی اس کو اپنے حُسن پہ بہت ناز تھا اور ہوتا بھی کیوں نہ وہ تھی بھی جو اتنی پیاری براؤن سلکی بال جو اس کے کندھے تک آتے تھے دودھ جیسی سفید رنگت کالی گہری آنکھیں ستوان چھوٹی سی ناک بھرے ہوئے گلابی گال اور خوبصورت سے گلابی ہونٹ ٹھوری پہ پڑتا ڈمپل جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتا مغرور تو وہ پہلے بھی تھی مگر جب کامیابی نے اس کے در پہ دستخط دیا تو کچھ اور اضافہ ہوا۔

ڈائریکٹر کی بات سن کر عنزہ نے کوفت سے ان کی طرف دیکھا وہ اس وقت پیروں تک آتی ریڈ میکسی میں تھی جس کا گلا گول تھا اور سلیولیس تھی جس سے اس کے گورے بازو ظاہر تھے چہرے پہ ڈیپ میک کیے وہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی وہ اس وقت اپنی نیو فلم کے



جانتا ہوں۔ ڈائریکٹر بس یہی بول پایا۔ عنزہ گلاس ٹیبل پہ رکھ کر ہاتھ میں پہنی ریڈ واچ میں وقت دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھی۔

پیک اپ ہو گیا ہے میں چلتی ہوں پھر۔ عنزہ نے کہہ کر اپنا پرس اٹھایا اور ٹک ٹک کرتی چلی گئی۔



ہم بہت دور چلے جائے گے جہاں ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔ فرزان نے اپنے کاندھے پہ سر رکھے انایا سے کہا۔

مجھے بھی اُس دن کاشت سے انتظار ہے جب میں اپنی زندگی تمہارے ساتھ گزاروں گی اس بے رحم دنیا سے دور ہو گئیں ہم وہاں بس ہم ہو گئیں اور ہمارا پیار۔ انایا نے اپنا سر اٹھا کر محبت سے فرزان کی طرف دیکھا۔

ٹی وی لائونج میں بیٹھا شخص یہ سین بہت ضبط سے دیکھ رہا تھا اس کی گندمی رنگت پہ سرخی چھا گئی تھی جب کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا یہ فلم کا سین تھا جس کی ہیروئی ن عنزہ خان تھی اور ہیرو روحان علی عنزہ کی یہ پہلی فلم تھی جس نے ہر طرف دھوم مچا رکھی تھی۔

اپنی ماں کی آواز سن کر طلحہ نے جلدی سے خود کو کمپوز کیا وہ ایسا ہی تھا اپنے دل کی حالت کسی پہ بھی آشکار نہ کرنے والا پر سامنے والی ہستی بھی اس کی ماں تھیں جو اس سے بہتر اس کو جانتی تھی وہ کبھ کہے یا نہ کہے تب بھی۔

امی آپ کب آئی؟ طلحہ نے ان کی بات نظر انداز کی اور ساتھ کی ریوٹ اٹھا کر چلتی فلم کو بند کیا۔  
ابھی تم سوئے نہیں تھے مجھے بھی نیند نہیں آئی سوچا ساتھ بیٹھ جاتی ہوں تمہارے۔ آمنہ  
بیگم گہری سانس لیتی بولی۔

میری نائٹ ڈیوٹی ہے آج دس بجے ہو سپیٹل جاؤں گا۔ طلحہ نے مسکرا کر کہا۔  
اچھا اچھا چائے لاؤں تمہارے لیے؟ آمنہ بیگم نے پوچھا۔

ابھی تو میں فریش ہونے جا رہا ہوں چائے ہو سپٹل میں پیٹی لوں گا۔ طلحہ نے جواب دیا۔  
اچھا سہی۔ آمنہ بیگم مسکرا کر بولی تو طلحہ بھی جواب مسکرا کر وہاں سے اٹھا اپنے کمرے میں آکر  
طلحہ وارڈروب کی جانب آیا اپنا ایک ڈریس نکال کر وہ واشروم کی جانب گیا فریش ہونے کے بعد وہ  
گیلے بالوں کو تولیہ سے خشک کرتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا جہاں مردانہ پرفیومز اور لیٹسٹ واپرز  
کی کلیکشن تھی طلحہ نے تولیہ بیڈ پہ پھینکا پھر مرر میں اپنا عکس دیکھا چھ فٹ چار انچ کا قد گندمی



موم پلینز۔ عنترہ بزار ہوئی۔

موم میں آپ کی عزت کرتی ہو اس لیے میں کچھ کہتی نہیں مگر آج جو کہا دوبارہ مت کہئیے گا میں اپنی محنت کا کماتی ہوں ناکہ حرام کا بولنے سے پہلے سوچ لیا کریں کے کس سے اور کیا بات کر رہی ہیں۔ عنزہ سخت لہجے میں کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی سمیہ بیگم بس اس کو جاتا دیکھتی رہ گئی کمرے میں آکر عنزہ نے دروازہ زور سے بند کیا اپنے کاندھے پہ لٹکایا پرس بیڈ پہ پھینک کر وہ بیڈ کے پاس رکھے صوفے پہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گئی عنزہ کا پورا کمرہ پنک تھیم سے ڈیکوریٹ تھا کمرے کے وسط میں جہازی سائیز بیڈ جس کے ایک طرف واشروم کا دروازہ تھا اور ساتھ میں ڈریسنگ ٹیبل تھا جس میں عنزہ کے میک اپ کا سامان تھا اور پاس میں اسٹول تھا جب کی دوسرے طرف بالکنی تھی جہاں کھڑے ہو تو گھر کے لان کا منظر صاف نظر آتا تھا جب کی سامنے والی دیوار پہ بڑی ایل ای ڈی چسپا تھی یہ عنزہ نے بہت سال پہلے کمرے کی سیٹنگ کروائی تھی اس کے بعد زندگی میں بہت بدلاؤ آیا تھا پر وہ جو مہینے میں اپنے کمرے کا فرنیچر بدلتی

ہیلو۔ غمزہ نے کال اٹھا کر کہا۔

فائن تم بتاؤ کیا چل رہا ہے؟ غمزہ نے جواب دیں کر پوچھا جب کی دوسرا ہاتھ سینڈل کی اسٹریپ کھولنے میں تھا۔

کل ممکن نہیں میری فلم کی شوٹنگ کمپلیٹ ہوگئی ہے بس ایک لاسٹ سونگ رہتا ہے کل کا  
ڈے بڑی ہے پھر کبھی۔ غمزہ نے بیڈ پہ لیٹ کر کہا

اوکے نو ایشو میں کل اپنا گانا رکارڈ کروں گا پھر کیوں کی کینسل کر دیا تھا۔ روحان نے کہا

کل بات کریں گے ناؤ آئی ونٹ ٹو سلیپ۔ غمزہ کہتی کال کاٹ گئی اور بنا چلنچ کیے سوئی تھی  
صبح اس کی آنکھ بارہ کی قریب کھلی تھی بے ترتیب سونے کی وجہ سے پہلے اس کو اپنی کمر میں درد  
محسوس ہوا جس کو نظر انداز کرتی وہ واشروم میں گھسی نہا کر آئی تو وہ وائٹ سلیو لیس شرٹ اور  
ٹراؤز میں تھی بال گیلے شرٹ پہ چسپا تھے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ہوتی اس نے اپنا خوبصورت



چہرہ دیکھا جس پہ پانی کی بوندیں تھی جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے میک اپ سے پاک چہرہ دیکھ کر اس کے کانوں میں کسی کا جھلا گونجا تھا۔

میرا دل چاہتا ہے تمہیں اپنے سینے میں چھپالوں میں نہیں چاہتا یہ چاند جیسا چہرہ میرے علاوہ کوئی اور دیکھے تم اپنے چہرے پہ کچھ لگایا مت کرو ایسے ہی بہت خوبصورت لگتی ہو

ایک کے بعد ایک جھلا اس کو وحشت میں مبتلا کر رہے تھے عنزہ نے اپنا سر جھٹکا کندھے تک آتے اسٹریٹ بالوں میں برش پھیر کر اپنا چہرہ صاف کر کے میک اپ کرنے لگی آنکھوں میں آبی لائی نہ لگانے کے بعد اپنی آنکھوں کو دیکھا جو انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی عنزہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی می ڈارک براؤن لپ اسٹک کا شیڈ اٹھا کر اپنے گلابی ہونٹوں کو چھپا دیا اپنی تیاری سے فارغ ہوتی وہ وارڈروب کے ریک سے اپنا وائٹ رنگ کا جوتا نکال کر پہنا باہر آئی تو کسی ملازم کو صفائی کرتا دیکھا تو کسی کو اور کوئی اور کام عنزہ صوفے پہ بیٹھی تو ملازمہ نے ناشتہ سامنے کیا۔ موم ڈیڈ کہاں ہیں؟ عنزہ نے ملازمہ سے پوچھا۔

سر تو آفس چلے گئی تھیں جب کی میم کچھ ٹائم پہلے باہر نکلی ہیں۔ ملازمہ میں نے بتایا تو عنزہ نے اشارے سے جانے کا کہا۔

عنزہ میم آپ کا فون بج رہا تھا جب میں آپ کے کمرے کی صفائی کرنے گئی تو۔ عنزہ اپیل جوں پی رہی تھی جب رانی ملازمہ نے بتایا۔

تم جاؤ۔ عنزہ نے فون لیکر کہا۔

کیا ہے؟ عنزہ نے کال بیک کر کے پوچھا۔

کیا مطلب کیا ہے عنزہ گیارہ بجے شوٹ تھا ہمارا اور ابھی تک تمہارا کوئی می اتا پتا نہیں۔ دوسری طرف ریحان جس کے ساتھ بطور ہیروئن کا کام کر رہی تھی اس نے کہا۔

تو ابھی ایک بج رہا ہے نہ میں آتی ہوں ناٹ بگ ایشو۔ عنزہ لاپرواہی سے بولی۔

مس عنزہ خان ہر کام میں وقت کا پابند ہونا لازم ہوتا ہے وقت کی جو قدر نہیں کرتا پھر وقت اس کی قدر نہیں کرتا۔ ریحان کی بات پہ کچھ پل وہ خاموش رہی۔

مجھے یہ بات خوشی کی انتہا پہ پہنچاتی ہے کے ایک لاپرواہ لڑکی جس کو کبھی وقت کا یا کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا وہ میری سالگرہ کے دن وقت پہ آکر سب سے پہلے وش کرتی ہے۔

آیم کمنگ۔ اپنے آس پاس ہوتی آواز کو نظر انداز کرتی وہ بس اتنا بول پائی۔



بھائی رات آپ گھر نہیں آئے تھے؟ طلحہ اپنے کمرے سے آیا تو اس کی بہن مرحانے سوال کیا

نہیں کل رات ہو سہیل میں بڑی رہا تھا صبح فجر کے وقت واپسی ہوئی ی۔ طلحہ نے ہلکی مسکراہٹ سے جواب دیا۔

ڈاکٹر ہونا اتنا آسان نہیں خیر آپ بتائیں ناشتہ کریں گے یا لچ؟ مرزا نے پوچھا۔  
ناشتہ کا وقت تو گزر گیا لچ تیار کرواؤ۔ طلحہ نے ہاتھ میں بندھی گھڑی پہ وقت دیکھ کر کہا تو مرزا سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

طلحہ نے ٹیبل سے ریوٹ اٹھا کر ٹی وی آن کی۔

آپ کو پتا ہے اتوار کو اس شو میں عنزہ آپی آئی گی۔ مرزا ملازم سے کھانا کا کہتی واپس آئی ی تو چینل سرچ کرتے طلحہ سے کہا جس کا ہاتھ ایک چینل پہ رُک گیا تھا۔  
توں۔ طلحہ لاپرواہی سے بولا۔

توں کچھ نہیں مجھے بس انتظار ہے پہلے بھی ٹاک شو میں آئی تھیں وہ اتنا زبردست شو تھا کہ کیا بتاؤں۔ مرزا اشتیاق لہجے میں بتانے لگی

ٹی وی کم دیکھا کرو اپنی پڑھائی ی پہ فوکس کرو۔ طلحہ نے اپنے سے پانچ سال چھوٹی بہن کو کہا۔  
وہ تو کرتی ہوں نہ آپ میری بات تو سنے عنزہ آپی سے شوکی ہوسٹ نے سوال کیا آپ نیچرل خوبصورت ہیں یا انجیکشن کا کمال ہے تو آپی نے اتنے کانفڈنٹ سے کہا میں نیچرل بیوٹی ہوں بخار



خیریت؟ طلحہ نے کہا

ہاں بھائی می کا گھر ہے سوچا مل آؤں اتنا وقت ہو گیا ہے ملے نہیں تو۔ آمنہ بیگم طلحہ کی بات پہ مسکرا کر بولی۔

کھانا ٹیبل پہ لگادیا ہے۔ افروز ملازمہ نے آکر بتایا۔

میں کھانا کھاؤ بھوک سے بُرا حال ہے۔ طلحہ فورن سے اپنی جگہ سے اٹھا تو آمنہ بیگم اور مرزا مسکرا دی جانتی تھیں طلحہ بھوک کے معاملے میں بہت کچا تھا۔



تم جو اتنا اٹیٹیوڈ دیکھاتی ہو نہ اگر ایسا رہا نہ تو جو تم آج آسمان کا چمکتا ستارہ ہو کل کو ٹوٹتا تارہ بن جاؤں گی۔ عنزہ اپنے شوٹ سے فارغ ہو کر اپنی دوست رانیہ کے پاس آئی تھی جو دیکھتے ہی شروع ہو گئی تھی۔

میں عنزہ خان ہوں اپنی اہمیت برقرار رکھنا مجھے آتا ہے۔ عنزہ مغرور لہجے میں بولی۔

ہزاؤں دل کی دھڑکن بن گئی ہو تم کچھ ہی عرصے میں ان کو لاکھوں میں کرنے کے لیے تم نے کچھ خود میں تبدیلیاں کرنی ہے۔ رانیہ اس کے پاس بیٹھ کر بولی۔



ڈاکٹر فلزہ میرے کیمین میں آئیے گا۔ طلحہ ہو سہٹل آکر اپنی کولیک سے بولا جو اس کی دوست بھی تھی۔

یس ڈاکٹر طلحہ مقصود آپ نے بولایا؟ فلزہ کیمین میں آتی خوشگوار لہجے میں بولی۔  
جی ایک پیشنٹ کی فائل ڈسکس کرنی ہے آپ سے۔ طلحہ نے وجہ بتائی تو فلزہ چچی ر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

باہر ڈنر پر چلیں؟ فلزہ نے فائل ڈسکس کرنے کے بعد طلحہ سے کہا جو موبائی ل میں کچھ ٹائیپ کر رہا تھا۔

ہاں میرا تو آف ہو گیا ہے چلتے ہیں۔ طلحہ نے رضامندی دیتے ہوئے کہا۔  
او کے میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں باہر۔ فلزہ مسکرا کر کہتی باہر چلی گئی طلحہ بھی اپنا فون ہاتھ میں لیتا کیمین سے نکلا جہاں پورچ کے پاس فلزہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔  
گاڑی میں بیٹھو۔ فلزہ کو ایک جگہ کھڑا ہوتا دیکھ کر طلحہ نے کہا تو فلزہ فرنٹ پہ بیٹھی۔  
کس ریسٹورینٹ جانا ہے؟ طلحہ نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا۔

ہو سہٹل کے پاس ہی فائیو اسٹار ہے وہاں چلتے ہیں۔ فلزہ نے بتایا تو طلحہ نے گاڑی وہاں موڑ دی

ہوٹل میں پہنچ کر طلحہ نے عجیب نظروں سے باہر کھڑے ہجوم کو دیکھا جو آہستہ آہستہ ہٹ رہے تھے۔

دوسری ڈور سے جاتے ہیں یہاں تو جانے کا رستہ ہی نہیں۔ فلزہ نے کہا

واپس چلتے ہیں یہاں بھیڑ ہے تو اندر بھی ہوگی۔ طلحہ کی بات پہ فلزہ نے طلحہ کو گھورا

فائیو اسٹار ہوٹل ہے مجھی مارکیٹ نہیں اتنے ایکسپینسو ہوٹل میں ہر کوئی ی نہیں آتا۔ فلزہ کی

بات پہ طلحہ کھیسانا ہوا اور ہوٹل کے اندر جانے لگا جہاں لذیذ کھانوں کی خوشبوؤں نے ان کا

استقبال کیا فلزہ کی تو بھوک جاگ اٹھی تھی

طلحہ فلزہ کو لیے آخری ٹیبل کی طرف جا رہا تھا جہاں گلاس ڈور کی وجہ سے ہوٹل کا باہر کا منظر

نظر آتا تھا جہاں پول تھا مگر کس کے قہقہے کی آواز پہ اس کے قدم رُکے تھے طلحہ نے چہرہ اُپر

کر کے آس پاس دیکھا تو اس کی نظر ایک کونے میں بیٹھے لوگوں پہ پڑی جو آپس میں ہنس ہنس کر

باتیں کر رہے تھے طلحہ کے چہرے پہ ناگوار تاثرات چھائے گئے جب عنزہ خان کو مسکراتا

دیکھا جس کے کان کے پاس جھکا روحان جانے کیا بات کر رہا تھا طلحہ فراموش کر گیا تھا کہ وہ

یہاں اکیلا نہیں آیا بلکہ ایک ہستی موجود ہے اس کے ساتھ ایک غصے کی لہر طلحہ کو اپنے وجود

میں ڈورتی محسوس ہوئی آس پاس لوگوں کے قہقہے خوش گپوں میں مصروف لوگ کچھ بھی اس

کو دیکھائی نہیں دیں رہا تھا جو دیکھائی دیں رہا تھا وہ ناقابلِ برداشت تھا۔



میری بہن بہت بڑی فین ہے عنزہ خان کی۔ فلزہ نے اپنا سلسلا کلام جوڑا۔

میرے لیے بریانی کی پلیٹ دوسری تلی ہوئی میچھلی برگر فرائی زاینڈ ایک کولڈ ڈرنک۔ طلحہ فلزہ کی باتیں نظر انداز کرتا ویٹر سے اپنا آرڈر بتانے لگا فلزہ منہ کھلے طلحہ کو دیکھنے لگی جو اور بھی بہت کچھ ویٹر سے کہہ رہا تھا۔

تم اپنا آرڈر بتاؤ۔ طلحہ نے فلزہ سے کہا تو وہ حیرت کی دُنیا سے باہر آئی می۔  
بن کباب ایک چکن رول اور مینگو شیک۔ فلزہ نے بتایا تو ویٹر وہاں سے چلا گیا۔  
تم نے کتنے ٹائی م سے کھانا نہیں کھایا؟ فلزہ نے شرارت سے طلحہ کی طرف دیکھ کر پوچھا جو خود کو  
غافل ظاہر کر رہا تھا۔

پانچ گھنٹوں سے۔ طلحہ نے آرام سے جواب دیا۔

ہو تم فٹ ویسے جتنا بھی کھاؤ۔ فلزہ نے تعریف کی طلحہ کو اپنے اُپر کسی کی نظریں محسوس ہوئی  
پر وہ لاپرواہ بنا رہا۔

عنزہ ڈونٹ ٹیل می کے تم ڈائی بیٹ پہ ہو؟ رانیہ نے عنزہ کو رشئی میں سیلڈ بس کھاتا دیکھا تو کہا میں ڈائی بیٹ پہ ہی ہوں۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا۔

اففف کانٹا بن جاؤں گی ایک دن دیکھنا۔ آریز نے کہا تو عنترہ نے آنکھیں گھمائی۔

عنزہ اچھا کرتی ہے جو اپنی ڈائی بیٹ کا خیال کرتی ہے اینڈ ویسے بھی عنزہ کا جتنا ویٹ ہے وہ ٹھیک ہے۔ روحان نے عنزہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا تو عنزہ مسکرائی۔



سوری ڈاکٹر۔ فلزہ نے معذرت کی طلحہ نے ایک ٹیڑھی نظر عنزہ کی ٹیبل پہ ڈالی جس کا سر روحان کے کندھے پہ تھا طلحہ کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا اس نے ہاتھ میں ہکڑا کنا ٹیبل پہ رکھا اور پانی کا گلاس پینے لگا۔

کھایا تو کچھ بھی نہیں۔ فلزہ نے کہا

بس میرا ہو گیا تم انجئے کرو گاڑی میں بیٹھتا ہوں۔ طلحہ چیئی ر سے اٹھتا ہوا بولا۔

ایسے کیسے ساتھ آئی ہیں تو ساتھ جائیں گے نہ مجھے اگر اکیلے ہی کھانا ہوتا تو تمہیں کیوں ساتھ لاتی۔ فلزہ نے طلحہ سے کہا جس کے چہرے پہ بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔

اچھا تم اپنا کھانا فنش کرو میں کھانے کا بل پے کر آؤں۔ طلحہ نے کہا تو فلزہ نے سر ہلایا۔

آؤ۔ طلحہ نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتی فلزہ سے کہا تو فلزہ اپنا بیگ لیتی طلحہ کے ساتھ چلنے لگی عنزہ کی نظریں تب تک ان کی پشت پہ ٹکی رہی جب تک وہ ہوٹل سے باہر نکل نہ گئی۔



عنزہ گھر آئی تو روز معمول کی طرح لیٹ ہو گئی تھی پر آج کوئی بھی لاؤنج میں نہ تھا جس کو اس کا انتظار ہو اور نہ ہی وہ ایسی خوشفہمیا پالتی تھی عنزہ نے چاروں طرف کا جائزہ لیا پھر

تلخی سے مسکراتی اپنے کمرے کی طرف گئی وہاں آکر وارڈروب سے اپنا نائیٹ سوٹ نکالا  
واشروم سے باہر آئی تو وہ براؤن کلر کی نائیٹ میں تھی جو پیروں تک تھی چہرہ اب میک اپ  
سے پاک تھا عنزہ تولیہ صوفے کی جانب اچھالتی بیڈ پہ بیٹھ کر فون میں بڑی ہوگئی وہ اپنی صبح  
کی گئی اپلوڈ فوٹو پہ لاتعداد لائیکس اور کمینٹس دیکھنے لگی جیسی کمرے کا دروازہ کھول کر سمیہ  
بیگم آئی ان کو دیکھ کر عنزہ کو اندازہ ہوگیا وہ ابھی کسی پارٹی سے ہوکر آرہی ہے۔

میں جوان لڑکی ہوں موم اس لیے پلیر دروازہ نوک کیا کریں آنے سے پہلے۔ غمزہ کی بات پہ سمیہ بیگم طنزیہ مسکرائی۔

ماں ہوں تمہاری خیر میں دیکھنے آئی می تھی کے تم آئی می ہو یا نہیں۔ سمیہ بیگم نے کہا۔

آگئی تھی آپ سے پہلے ہی۔ عنزہ نے جتاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں ڈنر پہ انوائیڈ تھی وہی سے آرہی ہوں۔ سمیہ بیگم نے بتایا۔

جانتی ہوں آئے دن پارٹیز اور ڈنر کے بارے میں۔ عنترہ نے کہہ کر فون کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھا  
اچھا سو جاؤ میں بھی تھک گئی ہوں ریسٹ کروں گی۔ سمیہ بیگم کہتی کمرے سے نکل گئی عنترہ  
نے لحاف اپنے اُپر ڈالا اور سیدھی لیٹ گئی۔

وہ مجھے دیکھ رہا تھا پر اتنے غصے سے کیوں؟ عترہ نے جیسے ہی سونے کے لیے آنکھیں بند کی تو سامنے طلحہ کا غصے بھرا چہرہ آیا تو الجھ کر خود سے پوچھا۔

مجھے کیا غصے سے دیکھے یا پیار سے یا دیکھے ہی نہ۔ اپنی بات کو خود ہی رد کرتی وہ طلحہ کے بارے میں سوچنے کے لیے خود کو باز رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔



یہ لو تمہاری کافی۔ طلحہ ٹیرس پہ کھڑا سامنے والے گھر کی طرف دیکھ رہا تھا جب آمنہ بیگم آکر کافی کا کپ پکڑایا۔

امی اس کی کیا ضرورت تھی مجھے چاہیے ہوتی تو میں بنا لیتا خوا مخواہ آپ نے تکلف کیا اتنی رات کو۔ طلحہ نے آمنہ بیگم سے کپ لیکر کہا۔

تکلف کیسا مجھے آج کتاب پڑھنی تھی اپنے لیے چائے بنائی تو سوچا اپنے بیٹے کے لیے بھی کافی بنا دو۔ آمنہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

مرحہ سوگئی ہے کیا؟ طلحہ سے کافی کا گھونٹ بھر کر پوچھا  
ہاں کھانے کے بعد سوگئی تھی۔ آمنہ بیگم اتنا کہہ کر خاموش ہوئی۔  
کچھ کہنا چاہتی ہیں؟ طلحہ نے اندازہ لگایا

امی ابھی دو تین سال دیں اس کے بعد انشا اللہ جس سے آپ کہے گی کرلوں گا شادی۔ طلحہ نے مسکرا کر کہا۔

کیوں کی ان سالوں میں خود کی زندگی انجئے کرنا چاہتا ہوں اکیلے جینا چاہتا ہوں تاکہ شادی کے بات یہ افسوس تو نہ ہو کے میرے گھومنے پھرنے کی عمر میں شادی ہوگئی۔ طلحہ نے مزاحیہ انداز میں کہا تو آمنہ بیگم نے اس کے بازو پہ چپٹ لگائی۔

دو سال بعد میں نے تمہاری ایک نہیں سننی۔ آمنہ بیگم رعب سے بولی تو طلحہ نے سر کو خم دیا۔ میں تو اب سونے جا رہا ہوں آپ بھی جا کر اپنی کتاب پڑھیں۔ کافی پینے کے بعد طلحہ نے کہا آمنہ بیگم سر کو جنبش دیتی وہاں سے نیچے آئی۔ طلحہ کمرے میں آکر اپنے گھڑی اُتاری اس کو سائیڈ ٹیبل پہ کرتا ڈرا رکھولنے لگا وہاں سے ایک لاکیٹ نکال کر پہلے دیکھتا رہا پھر اپنی مسٹھی میں قید کیے وہ ایسے ہی بیڈ پہ سونے کے لیے لیٹ گیا تو نیند بھی اس پہ مہربان ہوتی اپنے آغوش میں لینے لگی۔

بھائی می۔

مرحان نے اب کی طلحہ کے کان میں چیخ کے کہا تو طلحہ ہڑبڑا کر اٹھا مگر جب سامنے ہنستی مرحا پہ نظر پڑی تو وہ گہری سانس بھر کر وال کلاک پہ دیکھا جو صبح کے سات بج رہی تھی۔

بیس سال کی ہونے والی ہوں پر جگانہ ابھی تک نہ آیا۔ طلحہ بیڈ سے اٹھتا مرہا سے بولنے لگا۔  
 اتنا اچھا تو جگایا ہے۔ مرہا نے منہ بسورا۔

تم امی سے میرے لیے آلو کا پراٹھا بنوانے کا کہا میں تب تک تیار ہوتا آرہا ہوں۔ طلحہ وارڈروب کے سامنے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

آلو کھائی میں گے تو آلو کی طرح ہو جائی میں گے۔ مرزا نے مسکراہٹ کنٹرول کیے کہا۔  
مرزا۔ طلحہ نے تنبیہ انداز میں اس کا نام لیا تو وہ جلدی سے باہر کو بھاگی طلحہ نے اس کو دیکھا تو  
نفی میں سر ہلاتا واشروم کی جانب گیا





گڈ مارنگ کیسی ہے میری بچی؟ عنزہ نیند سے اٹھ کر نیچے آئی تو مقصوم صاحب نے محبت سے پوچھنے لگے تو عنزہ مسکرا کر ان کے پاس آئی۔

میں ٹھیک ڈیڈ آپ کیسے؟ عنترہ ان کے گال پیار کرتی پوچھنے لگی۔

میں بھی فٹ اینڈ فائین آج میں نے ہر کام سے آف لیا ہے سوچا آج کا دن اپنی بیٹی کے ساتھ گزاروں گا۔ مقصوم صاحب کی بات پہ عنزہ افسردگی سے مسکرائی۔

اچھا سوچا موم بھی گھر پہ ہیں؟ عنزہ نے لاؤنج میں نظر گھما کر پوچھا۔

ماں کو چھوڑو اپنی وہ نہیں گھر پہ۔ مقصوم صاحب نے کہا تو عنزہ زبردستی چہرے پہ مسکان سجانے لگی۔

میری نیو فلم کی شوٹنگ پوری ہوگئی کچھ ماہ پہلے ٹیلر رلیز ہوگیا تھا اب جلد ہی فلم رلیز ہوگی۔ غمزہ نے خود ہی اپنے بارے میں بتایا۔

میں تو کہتا ہوں چھوڑ دو اس شوہر کی دنیا کو اپنا بزنس دیکھو جتنا کام کیا وہی کافی ہے نام بھی مل گیا پہچان بھی تو بس اور کیا چاہیے۔ مقصوم صاحب نے سمجھانا چاہا۔

نو ڈیڈ یہ کافی نہیں۔ غمزہ بولی۔

شوق پورا ہو گیا نہ تو اب بس۔ مقصوم صاحب دوبارہ بولے۔

لاہور سے کچھ کلائی نٹس ملنے آئی ہیں میں مجھے جانا ہوگا ضروری پراجیکٹ ڈسکس ہونا ہم چھر کبھی ساتھ بیٹھے گے۔ مقصوم صاحب نے اس کا گال تھپتھپا کر کہا تو عنزہ طنزیہ مسکرائی۔ ہمیشہ ضروری پراجیکٹ اور میٹینگز ہی تو ہوتی ہیں ان سب پہ عنزہ تو کہی نہیں۔ اپنے باپ کو جاتا دیکھ کر وہ اداسی سے خود سے بولی۔

آپ کے لیے ناشتہ لگاؤں؟ ملازمہ نے آکر عنزہ سے پوچھا۔  
نہیں۔ عنزہ نے انکار کیا اور خود جم جانے کا سوچ کر باہر کی طرف گئی۔



کہاں ہو تم؟ طلحہ سے اس کے دوست سعد نے پوچھا۔  
میں ہو اسپتال جا رہا ہوں خیریت؟ طلحہ نے گاڑی ڈرائیو کرتے بتایا۔  
ہاں خیریت مجھے ملنا تھا تم سے۔ سعد نے بتایا۔

سات بجے ہو سپٹل سے میرا آف ہوگا پھر ملتے ہیں۔ طلحہ نے وقت بتایا۔  
 نہیں تم ایسا کرو ابھی ملو میں ایڈریس میسج کر رہا ہوں اس کے بعد ہو سپٹل جانا۔ سعد نے پلین  
 ترتیب دیا۔

اوکے میں آتا ہوں۔ طلحہ نے کہہ کر فون ڈیش بورڈ پہ رکھا۔



تم اب فری ہوگی تو کیوں نہ باہر جانے کا پلین کریں۔ رانیہ نے عنزہ سے کہا جس نے اس کو  
 بھی جم آنے کا کہا تھا اب دونوں ہی وہاں موجود تھی۔  
 ہاں سوچ تو میں بھی یہی رہی ہوں۔ عنزہ نے رومال سے اپنا چہرہ صاف کیا جو پسینے سے بھیک گیا  
 تھا۔

امم نے تو جگہ بھی ڈسائیڈ کر لی ہے کہاں کہاں جانا ہے ان سب کی اور کتنے وقت اسے کرنا  
 ہے۔ رانیہ نے پر جوش ہو کر کہا۔

ایک دو ماہ بعد چلیں گے ابھی میں ریسٹ پہ ہوں۔ عنزہ نے اس کا جوش ٹھنڈا کیا۔

اففف عنزہ خود تو دنیا جہاں کی سیر کرتی ہو پر میرے ساتھ چلنے میں جانے کیا مسئی لا ہے تمہیں جو میں اتنا ویٹ کرو۔ رانیہ منہ کے زاویے بگاڑ کر بولی۔

بکوز ڈارلنگ رانیہ میں پہلے ہی فلم کی شوٹنگ کے لیے دبئی می اس کے بعد آسٹریلیا جا چکی تو اب میرا ریسٹ کرنا بنتا ہے۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا۔

اچھا یہ بتاؤ اگلی فلم کب سائی ن کرو گی؟ رانیہ پوچھا۔

نو آئی یڈیا۔ عنزہ نے کندھے اُچکا کر کہا اور اپنا پرس کندھے پہ ڈال کر ایک ہاتھ میں پانی کی بوتل لی اور دوسرے ہاتھ میں موبائل پکڑا۔

تم چل رہی ہو ساتھ یا میں جاؤ؟ عنزہ نے رانیہ سے کہا۔

تم جاؤ میں ذرہ ویٹ لوں کرو۔ رانیہ نے آنکھ ونک کر کے کہا تو عنزہ اس کے گلے ملتی باہر کی طرف جانے لگی وہ موبائل میں دیکھ کر گزر رہی تھی جب باہر کا دروازہ کھولتے اس کا کسی کے ساتھ زبردست قسم کا تصادم ہوا پانی کی بوتل اور موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا اس کا پاؤں بھی پھسلا ہی ساتھ پر سامنے والا نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر گرنے سے بچایا عنزہ نے گرنے کے ڈر سے آنکھ بند کر لی تھی پر جب خود کو کسی کے حصار میں پایا تو جھٹ سے آنکھیں کھولی پر سامنے والا کا چہرہ دیکھ کر اس کا دل ڈوب کے اُبھرا عنزہ کے دونوں ہاتھ سامنے والے کے کندھوں پہ تھے دونوں کو احساس ہی نہیں ہوا تھا وہ کتنے قریب کھڑے تھے۔ طلحہ جو جلدی سے آ رہا تھا سامنے

والے سے ٹکر لگنے پہ جب اس کو گرتا دیکھا تو فورن سے تھاما تھا عنزہ کو دیکھ کر وہ سب کچھ بھول گیا تھا وہ بس اس کا چہرہ کا دیکھ رہا تھا جو میک اپ سے پاک تھا ریڈ کلر کی شارٹ سلیم لیس شرٹ اور ریڈ ہی پیٹ پھنے وہ انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی طلحہ بے چینی سے اس کی آنکھیں دیکھ رہا تھا جو بند تھی پر جب عنزہ نے اپنی گہری کالی آنکھوں کو کھولا تو طلحہ ان میں کھو گیا تھا ایسا ہی حال عنزہ کا بھی تھا۔

میم سر آپ دونوں ٹھیک ہے؟ ہیلپر جلدی سے وہاں آکر بولا تو طلحہ فورن سے عنزہ سے دور ہوا اور بنا اس کی طرف دیکھے اندر کی طرف چلا گیا عنزہ مڑ کر اس کی طرف دیکھا جو دور جا چکا تھا۔

ہزاروں لوگ ہیں

جو

مجھ کو چاہتے ہیں

مگر

تو وہ پہلا شخص ہے

جس

سے مجھے محبت ہے

میم؟ ہیلپر نے طلحہ کے جانے کے بعد دوبارہ اعزہ کو مخاطب کیا وہ جو طلحہ کی پشت دیکھ رہی تھی جس کا اب نام و نشان نہیں تھا ہیلپر کے مخاطب ہونے پہ اس نے تیز نظروں اس کی جانب دیکھا تھا۔

کونسا چھت گر پڑی تھی میرے اُپر یا اس کے اُپر جو پوچھنے کے لیے بھاگ آئی ہیں۔ اعزہ نے سخت لہجے میں کہا جس نے ان دونوں کے درمیان خلل ڈالا تھا۔

سوری میم۔ ہیلپر نے سر جھکا کر معذرت کی۔

میرا موبائل اٹھا کر دو بوتل کو کسی ڈسٹ بین میں پھینک دینا۔ اعزہ نے کہا تو ہیلپر نے فوراً سے اس کا موبائل اٹھا کر دیا جس کی اسکرین ڈیج ہوگئی تھی اعزہ نے موبائل کی طرف دیکھ کر باہر چلی گئی باہر پورچ میں آئی تو اس کی نظر اپنی گاڑی سے پہلے

BMW

پہ پڑی جس کا کلر سیاہ تھا اعزہ نے پرس اپنی گاڑی میں رکھا خود

BMW

کے پاس آکر وہاں اپنا ہاتھ پھیرنے لگی۔

میں خود تو بہت امیر ہوں پر چاہتی ہوں کہ جب میں اکیس سال کی ہو جاؤں نہ تو تم مجھے

BWM IX

لیکر دینا گفٹ پہ میرے برتھ ڈے کے دن اینڈ تب میں پہلی سواری تمہیں ہی کرواؤ گی۔

اپنا لاڈ سے کہا جُملا اس کی کانوں میں گونجا تو آنکھوں میں نمی کا احساس ہوا عنبرہ اپنے ہاتھ پیچھے کیے اور اپنی ازلی چال چلتی وہاں سے ہٹ گئی۔

کیا بات ہے ایوری تمھنگ از او کے؟ طلحہ پیش اپ کرتے سعد کو کھڑا کیے بولا۔

ہاں سب ٹھیک ہے ایسے ہی بس۔ سعد نے اتنا کہا

کوئی بات تو ہوگی نہ جو تم شام تک کا ویٹ نہ کرپائی۔ طلحہ نے گھورا۔

تمہارا فیس کیوں لال ہے؟ سعد نے پوچھا تو طلحہ کو اُبلجھن ہونے لگی۔

اگر کوئی می بات نہیں تو میں جارہا ہوں۔ طلحہ سیاٹ انداز میں بولا۔

مزاق کر رہا تھا وہ دراصل بات یہ ہے کہ میں تمہارے ہو سسپٹل میں جا کر کرنا چاہتا ہوں۔ سعد نے آخر وجہ بتا ہی دی۔

تو تم ہو سپٹل آکر بھی کہہ سکتے تھے۔ طلحہ نے گھور کر کہا تو سعد خجل ہوتا کان کی لو مسلنے لگا۔

بس سوچا اتنی زحمت کیوں کرو۔ سعد نے کہا

او کے تم آجانا مجھے کوئی پروبلم نہیں تمہارا اپنا ہی ہو سپیٹل ہے۔ طلحہ نے خوشدلی سے کہا تو سعد مطمئن ہوا۔





میں اندر آسکتی ہوں؟ فلزہ نے طلحہ کے کعبین کا دروازہ کھول کر اجازت لیتے کہا۔

ہاں آجاؤ۔ طلحہ جو فائل ریڈ کر رہا تھا فلزہ کو دیکھ کر اجازت دی۔

تم گھر نہیں گئیے ابھی تک۔ فلزہ نے وجہ پوچھنی چاہی۔

ڈاکٹر سمیر آج نہیں آئے تھے تو میں ان کے وارڈز میں مریضوں کا چیک اپ کر رہا تھا تو وقت

گزرنے کا پتا نہیں لگا۔ طلحہ نے کہا

اچھا جب گھر جاؤ تو مجھے ڈراپ کر دینا صبح آتے وقت خراب ہوگئی تھی ابھی ورکشاپ پہ

ہے۔ فلزہ نے کہا۔

شیور میں آدھے گھنٹے میں نکلوں گا۔ طلحہ نے ہاتھ میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھ کر کہا

آج بیس مارچ ہے ڈاکٹر سمیر نے اس لیے آف کیا ہے نہ؟ فلزہ جاتے وقت اچانک سے پلٹ کر

طلحہ سے کہا تو طلحہ کے چہرے پہ سایہ لہرایا۔

آج بیس مارچ ہے؟ طلحہ نے پوچھا۔

ہاں آپ کیلینڈر نہیں دیکھتے کیا اپنے فون میں تو آپ کا کیلینڈر سیٹ ہی نہیں ٹھیک سے۔ فلزہ

نے بتا کر آخر میں جیسے افسوس کیا۔

میرا اپنا پروگرام ہے کل میری طرف سے معذرت۔ غمزہ لاپرواہی سے کہتی اپنا کافی کا کپ اٹھانے لگی۔

کینسل کردو وہ میں ہاں کرچکی ہوں اور سب فیملیز انوائیڈ ہیں تمہاری باقی کزنز بھی ہو گئے۔ سمیہ بیگم سخت ہوئی۔

کون سے کزن ہو گئے؟ عنزہ نے کافی کا گھونٹ بھر کر اپنے لہجے کو سرسری کر کے پوچھا۔  
چلوگی تو پتا لگے گا نہ۔ سمیہ بیگم کہتی ذرا سا جھک کر ٹیبل سے اپنا فون اٹھانے لگی تو ان کا بازو عنزہ کے کافی والے ہاتھ سے ٹکڑایا تو گرم کافی کا کپ عنزہ کے دوسرے ہاتھ کی اسکن کو جلا دیا۔

آآ۔ عنزہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ہاتھ دیکھنے لگی جو لال ہو گیا تھا۔  
اتنا ڈھیلا کیوں پکڑا تھا جل گیا نہ ہاتھ۔ سمیہ بیگم تیز آواز میں کہتی ملازمہ کو مرہم لانے کا کہا عنزہ کی آنکھیں بھینگنے لگ گئی تھی پر اس نے رونے سے خود کو باز رکھا آنسو ہاتھ جلنے کی وجہ سے نہ تھے اپنی ماں کے رویے کی وجہ سے آرہے تھے جس نے ایک دفع بھی نہیں کہا کہ ہاتھ دیکھاؤ زیادہ جلا تو نہیں۔

تمہیں کس نے کہا تھا کچن میں آنے کو کٹ گئی نہ انگلی خون بہہ رہا ہے اففف خدایا میں کیا کروں تمہارا جانے کیا سکون ملتا ہے تمہیں مجھے پریشان کرنے میں۔  
گزرا ہوا وقت یاد آتے آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی طرح بہنے لگے تھے۔  
بچی نہیں ہو رونا بند کرو۔ سمیہ بیگم نے اس کو روتا دیکھا تو کہا۔

بیٹھو میں لگاتی ہوں۔ سمیہ بیگم نے بیٹھنے کا کہا تو عنزہ فوراً سے بیٹھ گئی سمیہ بیگم آہستہ آہستہ سے اس کی جلی ہوئی ی جلد پہ مرہم لگانے لگی۔

کمرے میں جا کر سو جاؤ صبح تک درد کم ہو جائے گا کمرے میں پین کالر ہوگی وہ کھالینا یاد سے۔ مرہم لگانے کے بعد سمیہ بیگم غمزہ سے بولی تو وہ لاؤنج سے اٹھتی کمرے میں جانے لگی۔ کمرے میں آکر اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی مرہم لگنے کے بعد اور جلن کا احساس ہو رہا تھا وہ سر جھٹکتی بیڈ کے پاس آئی اور بنا کوئی میڈیسن لیے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

صبح آنکھ کھلنے پہ اس نے اپنا ہاتھ دیکھا جہاں چھالے پڑے ہوئے تھے عنبرہ شد سی اپنے خوبصورت کی حالت دیکھ رہی تھی وہ لحاف خود سے دور کرتی فوراً سے نیچے کی طرف بھاگی۔

موم

دید-

لاؤنج میں آتی وہ زور سے آوازیں دینے لگی۔

کچھ چاہیے آپ کو؟ ملازمہ سر جھکا کر بولی عنترہ نے تیز نظر اس پہ ڈالی۔

موم ڈیڈ کہاں ہیں؟ عنزہ نے تکلیف برداشت کرتے پوچھا۔



تم خاموش رہو سامنے ہی تو گھر ہے۔ مقصوم صاحب سخت نظروں سے سمیہ بیگم کو دیکھا۔  
طلحہ سویا ہوا تھا جب اس کا فون رنگ ٹون کرنے لگا طلحہ نے مندی مندی آنکھیں کھول کر ہاتھ  
یہاں وہاں کر کے موبائل کو تلاش کرنے لگا جو سائیڈ ٹیبل پہ تھا سیل فون اٹھا کر اسکرین پہ  
جگمگاتا نمبر دیکھ کر اس کی نیند بھک سے اُڑ گئی۔

اسلام علیکم چچا جان خیریت۔ طلحہ نے کال اٹھا کر پوچھا۔

وعلیکم اسلام طلحہ بیٹے معذرت چاہتا ہوں اتنی صبح کال کی ایک درخواست تھی۔ مقصوم صاحب  
خاموش بیٹھی عنزہ کی طرف دیکھ کر بولیں۔

آپ حکم کریں۔ طلحہ فورن سے بولا۔

ہو سپٹل کس ٹائی م جاؤ گے؟ مقصوم صاحب نے پوچھا۔

نوبے۔ طلحہ نے وال کلاک پہ وقت دیکھ کر بتایا۔

اچھا ایسا کرنا پہلے یہاں آنا عنزہ کے ہاتھ میں کل گرم کافی گرگئی تھی اس کا ری ایکشن ہوا ہے  
تو اس کو بہت تکلیف ہو رہی ہے بات تو تھوڑی ہے پر عنزہ کی اسکن بہت سو فٹ ہے جس  
سے جلدی ری ایکشن ہو جاتا ہے۔ مقصوم صاحب کی بات پہ طلحہ فورن سے بیڈ سے اٹھا  
کل کچھ کیا نہیں تھا کیا مطلب لگایا نہیں اس پہ یا کوئی میڈیسن؟ طلحہ سلپر پہنتا پوچھنے لگا۔

تمہاری چچی نے مرہم لگائی تھی عنزہ کے ہاتھ میں تو چھالے پرگئی ہیں۔ مقصوم صاحب پریشانی سے بولے۔

میں آتا ہوں۔ طلحہ اتنا کہہ کر کال کاٹ گیا۔

کہاں جارہے ہیں بھائی می نائیٹ سوٹ میں؟ طلحہ کو جلدی سے سیڑھیاں اُترتا دیکھ کر مرزا بولی ایک کام ہے آتا ہوں۔ اپنے حلیے سے لا پرواہ طلحہ اتنا کہہ کر باہر کی طرف گیا مرزا تعجب سے اپنے بھائی می کو دیکھا۔

آ رہا ہے وہ۔ مقصوم صاحب نے عنزہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا تو عنزہ نے باہر گیٹ کی جانب دیکھا دو منٹ بعد اس کو طلحہ گیٹ کھول کر اندر آتا دیکھا جو بلیک گول گلے والی شرٹ اور بلیک ٹراؤز پہنے رف حلیے میں تھا بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے ایسا لگتا تھا عجلت میں آیا ہو بیٹا آرام سے آتے عنزہ کونسی بچی ہے خواجواہ تم نے اپنی نیند خراب کی۔ سمیہ بیگم کو طلحہ کی دیکھ کر افسوس ہوا۔

کوئی می بات نہیں چچی۔ طلحہ ہلکی سی مسکراہٹ سے بولا پھر عنزہ کے پاس آیا جواب اپنے ہاتھ پہ نظر لگائے بیٹھی ہوئی تھی طلحہ اس کی چچی کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھ کر اس کے ہاتھ کا جائزہ لینے لگا۔

چچی کونسی مرہم لگائی تھی آپ نے اس کو؟ طلحہ سنجیدگی سے سمیہ بیگم سے پوچھا۔

نام نہیں دیکھا تھا۔ سمیہ بیگم کی بات پہ طلحہ نے اپنے لب زور سے بھیج لیے۔  
 کافی کاری ایکشن نہیں مرہم کاری ایکشن ہے آپ کو پہلے دیکھنا چاہیے تھا کونسی مرہم ہے اور  
 کس چیز کے لیے ہے ساری رات جلے ہوئے ہاتھ میں لگانے پہ ایسا حال تو ہوگا نہ اور سب سے  
 پہلے آپ کو عنزہ کا ہاتھ ٹھنڈے پانی میں رکھنا چاہیے تھا مجھ سے بہتر آپ جانتی ہے عنزہ کی  
 اسکن کے بارے میں۔ طلحہ سنجیدگی سے سمیہ بیگم کو ان کی غلطی بتانے لگا مقصوم صاحب  
 غصے بھری نظروں سے سمیہ بیگم کو دیکھا جو اپنا سر جھکا گئی تھی۔

فرسٹ ایڈ بکس منگوائی لے گا۔ طلحہ نے مقصوم صاحب سے کہا تو انہوں نے فورن سے ملازم کو  
 آواز دیں کر فرسٹ ایڈ بکس لانے کا کہا۔

یہ میڈیسن ناشتہ کرنے کے بعد کھانا اور اپنا ہاتھ فلحال کے لیے اب پانی سے دور رکھنا شام تک  
 ہاتھ ٹھیک ہو جائے جلن محسوس نہیں ہوگی۔ طلحہ نے ملازم سے بکس لیکر سپاٹ انداز میں عنزہ  
 سے کہا جو بت بنی بیٹھی ہوئی تھی۔

میں اپنے کمرے میں جاؤں گی۔ عنزہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔  
 طلحہ سے شکریہ تو کرو۔ سمیہ بیگم نے ٹوکا

اس کی کوئی ضرورت نہیں چچی چچا جان پریشان تھے میرا آنا بنتا تھا اور سب سے اہم بات کے  
 میں ہوں بھی تو ڈاکٹر۔ طلحہ نرمی سے بولا تو عنزہ بس اس کو دیکھتی رہ گئی۔





ہاتھ میں کافی گری کیسے تھی؟ رانیہ اس وقت عنزہ کے کمرے میں موجود تھی جب اس کا ہاتھ دیکھا تو عنزہ سے پوچھا۔

موم کا بازو میرے ہاتھ سے ٹچ ہوا تھا بے خیالی میں میرے ہاتھ سے کپ چھوٹا اور ہاتھ میں بھی کافی گری۔ عنزہ نے اپنا ہاتھ دیکھ کر کہا جو اب قدرے بہتر تھا۔

دو دن بعد تمہارا لائیو شو ہے۔ رانیہ نے یاد کروایا

ہاں صبح نو بجے ٹاک شو میں جانا تھا سوچا معذرت کر لوں پھر سوچا زبان نے مکر نہ ٹھیک نہیں۔ عنزہ نے جواب کہا۔

معذرت کیوں ہاتھ تو بہتر ہے اب تمہارا دو دن بعد مزید ٹھیک ہو جائے اگر نشان کی وجہ سے کہہ رہی ہو تو فکر نہیں کرو میک اپ سے چھپ جائے گا۔ رانیہ نے اندازہ لگا کر کہا۔

نہیں نہیں طلحہ نے جو کل میڈیسن دی تھی کھانے کو اس پہ درد بالکل ختم ہو گیا تھا اب تو ایسے ہی ہے شو پہ انکار تو اس لیے کہا کیوں کی جلدی اٹھنا پڑے گا۔ عنزہ نے فورن سے کہا طلحہ آیا تھا تمہارا ہاتھ دیکھنے؟ رانیہ حیرت سے بولی۔

ڈیڈ نے اس کو بولایا تھا تمہیں تو پتا ہے اپنے چچا کا کہا نہیں ٹالتا اس لیے آگیا تھا۔ عنزہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولی عنزہ کی بات پہ رانیہ نے پھر اور کچھ نہ کہا۔



مس عنزہ آپ کی کامیابی کا راز کیا ہے؟ ٹاک شو کی ہوسٹ نے عنزہ سے سوال کیا جو آج ان کے شو کی گیسٹ تھی۔

وارڈروب سے شرٹ تلاش کرتے طلحہ کے ہاتھ ٹی وی کی آواز پہ تھمے تھے اس نے وارڈروب بند کر کے اپنی نظر ٹی وی کی جانب کی جہاں بلیو فراق کے ساتھ بلیو ٹراؤز پہنے عنزہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی بال کھول رکھے تھے جن میں بلیو ہی کلر کا ہیئر بینڈ لگایا ہوا تھا ٹانگ کہ اُپر ٹانگ چرھائے وہ پُر اعتماد سے بیٹھی تھی طلحہ چلتا ہوا بیڈ پہ بیٹھا اور اپنی نظر ٹی وی پہ مرکوز کی۔

میری کامیابی کا راز تو کوئی می نہیں پر میں اس کا کریڈیٹ خود کو دوں گی۔ عنزہ مسکرا کر جواب دیا۔ کسی نے سپورٹ تو کیا ہوگا فیملی میں سے فرینڈس یا پھر کزنز وغیرہ نے؟ ہوسٹ نے نیا سوال کیا۔

نہیں نے جب یہ فیلڈ جوائن کرنا چاہا تو میرے ساتھ کوئی می نہیں تھا بس ایک کزن کے بارے میں بتاؤں گی جو میرا ایک اچھا دوست بھی ہے جب میرے ساتھ کوئی می نہیں تھا تو وہ



ساتھ نبھانے والا ہو میں جو ہوں جیسی ہوں مجھے ایسے ہی قبول کریں اور کسی بات پہ روک ٹوک نہ کریں ورنہ رشتا کتنا بھی مضبوط کیوں نہ ہو ان میں درار آجاتی ہے میرا اس کے وقت ساتھ دیں جب مجھے سب سے زیادہ اس کے ساتھ کی ضرورت ہو رہی بات سیرت اور صورت کی تو آج ہر کوئی می صورت دیکھتا ہے سیرت اور دل کا کس نے کیا کرنا اور دیکھنا اس لیے میں اپنا ہمسفر خوبصورت چاہوں گی اور ساتھ دینے والا جو ضرورت پڑنے پہ ہاتھ نہ چھوڑے بلکہ ہاتھ پکڑ کر کسے میں ساتھ چلوں گا تمہارا مسئی لا ہماری مسئی لا تمہاری خوشی ہماری خوشی۔ عنزہ نے سنجیگی سے جواب دیا

ماشاء اللہ آپ باتیں بہت اچھی کرتیں ہے اور یہاں شو میں جتنے بھی لوگ موجود ہے ان سب کی دعا ہے کہ آپ جو چاہتی ہیں آپ کو ویسٹ لائی ف پارٹنر ملے میں اب ایک لاسٹ سوال پوچھنا چاہوں گی؟ ہو سٹ نے کہہ کر آخر میں پوچھا جی پوچھیں۔ عنزہ نے اجازت دی۔

آپ کی فلمز کی اینڈنگ ہمیشہ سیڈ کیوں ہوتی ہے آپ کی پہلی فلم میں لڑکا مرجاتا ہے دوسری فلم میں آپ اس کو چھوڑ جاتی ہے تیسری میں گھروالے دونوں کو مار دیتے ہیں ایسا کیوں؟ ہو سٹ کی بات پہ عنزہ نے گہری سانس بھری۔



Visit For More Novels : [www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com) Page 46  
E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a38822222222222222222)

یہی بات تو پھر میڈیا میں ہوگی ہر جگہ۔ عنزہ کو روحان عقل سے پیدل لگا۔  
ہم انگیجمنٹ انٹوس کرتے ہیں میں ویسے بھی اب شادی کرنا چاہتا ہوں دو سال سے ہم ساتھ  
ہیں اس لیے اور رشتہ کو گھسیٹنے سے بہتر ہے شادی ہو جائے۔ روحان کی بات پہ عنزہ کے  
چہرے کا رنگ اڑا۔

شادی کا میرا بھی کوئی خیال نہیں۔ عنزہ فورن بولی۔  
تو کب ہوگا۔ اس بار رانیہ نے کہا  
اگلے سال۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا تو روحان مطمئن ہوا۔  
انگیجمنٹ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ روحان نے پھر کہا  
دیکھتے ہیں کچھ۔ عنزہ نے بس یہی کہا۔



میم ون سیلفی پلیز۔ عنزہ اکیلی شاپنگ مال کے لیے نکلی تھی جب لوگ اپنے موبائل لیکر اس  
کے پاس آکر بولے عنزہ کو افسوس ہوا اس نے ماسک کیوں نہیں پہنا۔

میم آؤگراف پلیز میں آپ کی سب سے بڑی فین ہوں۔ عنزہ ان سب کے سیلفی لے رہی تھی جب ایک لڑکی پین اس کے سامنے کیے بولی عنزہ اس کے ہاتھ سے پین لیکر پیپر مانگا تو لڑکی نے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے کی۔

میں جب مشہور اداکارہ بن جاؤں گا نہ تو سب سے پہلے آؤگراف تمہیں دوں گی وہ بھی ہاتھ پہ اور ڈھیر ساری تصویریں ساتھ میں لیں گے۔

آج بھی آوازوں نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا عنزہ جلدی سے آؤگراف دیتی وہاں سے ہٹ گئی آنکھوں میں نمی کا احساس ہوا تو ان کو چھپانے کے لیے سن گلاس پہن لیے جنون ہے میرا بنوں میں تیرے قابل تیرے بنا گزراہ ائے دل ہے مشکل



طلحہ کیبن میں بیٹھا پیپر ویٹ گھما رہا تھا جب ایک نرس بھاگ کر اس کے کیبن میں آیا۔ کیا ہوا؟ طلحہ نے تعجب سے پوچھا۔



ڈاکٹر طلحہ نیچے وارڈ میں ۱۲ نمبر والا پیشنت جو ہے اس کو پاگل پن کا دورہ پڑا ہے کسی کے کنٹرول میں نہیں آ رہا۔ نرس نے ہر بڑی میں بتایا۔

آرام کا انجیکشن لگانا تھا نہ۔ طلحہ فورن سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

ڈاکٹر وہ ہاتھ ہی نہیں آ رہا۔ نرس نے وضاحت کی طلحہ فورن سے ہو سہٹل میں بنے نیچے فلور پہ آیا۔ افتخار کا ہوا آپ تو اچھے بچے ہیں ادھر آرام سے لیٹے۔ طلحہ نے مریض سے کہا جس کی عمر اٹھارہ سال کی تھی پر اس کا دماغی حالت ٹھیک نہیں تھا اس لیے وہ ایسی حرکت کرتا رہتا تھا۔ میرے پاس کوئی می نہ آئے میں مار دوں گا۔ افتخار پھلوں کی درمیان میں سے نائیف کو پکڑ کر بولا تو طلحہ نے پیچھے مڑ کر غصے بھری نظروں سے پورے اسٹاف پہ ڈالی جو یہاں افتخار کو کنٹرول کیے ہوئے تھے جب کی باقی کے مریض اپنے اپنے پلنگ کے نیچے چھپ کے بیٹے تھے افتخار کا پاگل پن دیکھ کر۔

یہ ایسی چیزیں میں نے رکھنے کو منع کیا تھا نہ؟ طلحہ ان سب کو دیکھ کر تیز آواز میں بولا جو سر جھکا گئی تھیں۔

ڈاکٹر طلحہ۔

ایک نرس نے پیچھے کی طرف اشارہ کر کے طلحہ کا نام زور سے لیا تو طلحہ فورن سے چہرہ موڑ کر دیکھا جہاں افتخار اس کی پیٹھ پہ نائیف مارنے والا تھا طلحہ نے اس کا ہاتھ روکا تو افتخار غصے میں اپنا

ہاتھ چھڑوانے لگا ایسے کرنے پہ نائیف طلحہ کی کلائی می کی نبض کے کچھ دور گھونپ گئی تھی خون کا ایک فوارہ طلحہ کی کلائی می سے اُبل پڑا تھا پورے وارڈ میں سناٹا چھا گیا تھا طلحہ اپنا درد برداشت کرتے نرس سے بیہوشی کا انجیکشن کھینچ کر افتخار کے بازو میں لگادیا جس سے وہ کچھ ہر منٹ میں پرسکون ہو کر آنکھیں بند کر گیا طلحہ خون نکلنے کی جگہ پہ اپنا ہاتھ رکھا جب کی دو نرس نے افتخار کو اس کے بیڈ پہ لیٹایا

ڈاکٹر طلحہ آپ کو ٹریٹ منٹ کی ضرورت ہے۔ طلحہ کا کولیگ سلمان اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولا تو طلحہ سر اثبات میں ہلاتا وہاں سے نکل گیا اس کے پیچھے ایک نرس بھی نکل کر طلحہ کے ساتھ جانے لگی تاکہ پیٹی کر سکے۔



رات کے بارہ کا وقت تھا وہ اپنی نظریں موبائل پہ ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی جہاں نوٹیفیکیشن کا انبار تھا اس کے سارے فینز سالگرہ کی مبارکباد دیں رہے تھے مسیج پہ دعائیں لکھ کر بھیج رہے مگر اس کو لاشعوری طور پہ کسی اور کے مسیج کا انتظار تھا وہ جانتی تھی وش کرنے کے مسیج نہیں آئیں گا پر ہر سال وہ انتظار کرتی تھی کے شاید اس دفع سالگرہ کی مبارک دیں بارہ سے رات کے

تین بج گئی تھیں مگر اس کا شاید اس بار بھی شاید ہی رہا انتظار کر کے اس کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں پر جس کا اس کو انتظار تھا وہاں خاموشی تھی جس سے اس کی آنکھیں بھگ گئی تھیں۔

آپ لوگ کہی جا رہے میری سالگرہ ہے آج کے دن تو میرے ساتھ گزارے۔ عزنہ سیرھوں کے زینے عبور کرتی باہر آئی تو اپنے والدین کو باہر جاتا دیکھ کر کہا جس پہ مقصوم صاحب اور سمیہ بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھا وہ اپنی بیٹی کی پیدائش کا دن بھول گئی تھیں۔

بہی برتھ ڈے بیٹا ہم رات میں پارٹی آرگنائز کریں گے ابھی ہمارا باہر جانا ضروری ہے۔ مقصوم صاحب اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولے۔

رات میں پارٹی آرگنائز کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی بات پہ عزنہ غصے سے کہتی واپس اُپر کی جانب گئی۔

بڑی صاحبہ یہ سامان ہم کہاں رکھے؟ چوکیدار اور ملازم تحفوں اور پھولوں کا ڈھیر لاکر سمیہ بیگم سے بولے۔

غیروں کو یاد تھا پر ہمیں نہیں تھا۔ مقصوم صاحب بکے سے ایک چٹ پڑھ کر بولیں جس میں عزنہ کو سالگرہ کے دن بیسٹ و شیز دی گئی تھیں۔



عنزہ آپ کی سالگرہ ہے اس لیے وہاں جائیں گے۔

میرا کیا کام امی مجھے ہوسپٹل جانا ہے پہلے ہی دو سے تین ڈاکٹرز کا آف اس میں اگر میں گھر بیٹھ جاؤں تو مریضوں کو کون دیکھتے گا۔ طلحہ نے سہولت سے انکار کیا۔

کزن ہے تمہاری اس کو اچھا لگیں گا۔ آمنہ بیگم کو افسوس ہوا۔

میرے آنے یا نہ آنے سے اس کو کوئی فرق کیوں پڑے گا آپ یہ سب نہ سوچے۔ طلحہ آرام سے بولا

آپ نے ان کے لیے گفٹ تو لیا ہوگا نہ؟ مرعا نے پوچھا۔

نہیں مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ طلحہ نے آملیٹ کی بائی بیٹ لیکر کہا تو مرعا مایوس ہوئی۔



میم آپ کی چچی آئی ہیں ہیں۔ عنزہ کمرے میں تھی جب ملازمہ نے آکر بتایا تو وہ فورن نیچے کی طرف آئی ہیں۔

اسلام علیکم چچی جان۔ عنزہ ڈرائی بنگ روم میں آکر مسکرا کر بولی۔

وعلیکم اسلام سالگرہ کی بہت بہت مبارک ہو۔ آمنہ بیگم اس کے گلے ملتی ہوئی بولی تو عنزہ مسکرا کر مرزا سے ملی۔

میری طرف سے آپ کو بہت مبارک ہو۔ مرزا نے کہا۔

آپ لوگ بیٹھے۔ عنزہ نے بیٹھنے کا کہا۔

مقصوم بھائی می اور بھابھی کہا ہیں؟ آمنہ بیگم نے پوچھا تو عنزہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

ان کو کام تھا اس لیے گھر پہ نہیں۔ عنزہ بے تاثر انداز میں بولی۔

کوئی می بات نہیں ہم سیلیپرٹ کرتے ہیں کیک وغیرہ ہم لائے ہیں۔ آمنہ بیگم نے اس کو اُداس ہوتا دیکھا تو کہا۔

میں ٹیبل سیٹ کرتی ہوں مرزا اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی۔

کسی کی چیز کی مدد چاہیے تو ملازموں سے کہنا۔ عنزہ نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ مرزا کہتی وہاں سے شاپر لیتی باہر گئی۔



کزن ہے تمہاری اس کو اچھا لگیں گا۔

آپ نے ان کے لیے گفٹ تو لیا ہوگا نہ؟

طلحہ کین میں بیٹھا صبح کے بارے میں سوچ رہا تھا جب وارڈ بوائے ڈور نوک کیے اندر آیا۔  
کہو؟ طلحہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا۔

ڈاکٹر فلزہ کے ڈرائیور آئی میں تھے کہہ رہے تھے کے فلزہ میم نے پیغام بھیجوا یا ہے کہ وہ آج  
بھی نہیں آئیں پائے گی ڈیوٹی پہ۔ وارڈ بوائے نے بتایا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔ طلحہ نے اس کو جانا کے کہا تو اس کی موبائل پہ میسج بپ ہوئی دیکھا تو  
مرحاک کی تھی طلحہ نے اُن کی تو دیکھا عنزہ کی سالگرہ کا دن منایا جا رہا تھا طلحہ نے عنزہ کو دیکھا اس  
کو ایسے لگا جیسے وہ زبردستی مسکرا رہی ہو پر اپنا وہم سمجھتا اس نے موبائل ٹیبل پہ رکھ کر اٹھا  
اس کے بعد اپنا سفید کوٹ پہن کر کین سے باہر گیا۔



گفٹ کھول کر تو دیکھو کیسا ہے؟ روحان نے عنزہ سے کہا وہ اس وقت فائیو اسٹار ہوٹل کے  
پرائیویٹ روم میں تھے ساتھ میں رانیہ آریز بھی وہاں تھے۔





مجھے آج پتا چلا ورنہ میں پہلے تم سے ملنے آتی۔ فلزہ نے طلحہ سے کہا۔

کوئی می بات نہیں اتنا بڑا حادثہ تھا بھی نہیں بس ہلکہ سا کٹ تھا۔ طلحہ سادہ لہجے میں بولا۔  
معلوم ہوا تھا اس ہلکے سے کٹ پہ کتنا خون نکلا تھا۔ فلزہ نے گھور کر کہا جیہی مر چائے کے  
ساتھ کباب کی ٹرے لیکر ان کے سامنے کی۔

اس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ فلزہ کو عجیب لگا۔

تکلف کیسا آپ مہمان ہیں ہماری ہم آپ کے لیے اتنا بھی نہ کریں۔ مرحاکپ میں چائے نکالتی  
فلزہ کو جواب دینے لگی۔

آئی نہیں ہے کیا؟ فلزہ نے پوچھا۔

امی اپنے بھائی یعنی ہمارے ماموں کی طرف گئی ہیں۔ مرحا نے بتایا۔

تم ڈریسنگ چیئج کرتے رہتے ہو نہ؟ فلزہ نے طلحہ کے ہاتھ کی جانب اشارہ کیے پوچھا۔  
ہاں کرتا ہوں۔ طلحہ نے جواب دیا۔

میں اب چلوں گی۔ چائے اور تھوڑا کباب ختم کر کے فلزہ اٹھتے ہوئے بولی۔

میں چھوڑ آتا ہوں۔ طلحہ بھی اٹھتا ہوا۔

ہاں دیر ہوگئی ہے تم چلو تو اچھا ہے۔ فلزہ خوشدلی سے بولی پھر دونوں ڈرائیونگ روم سے نکلے۔

BMW

بیوی ہوں آپ کی پر مجال ہے جو آپ نے کبھی مجھے اپنی بات بتانے کے قابل سمجھا ہو۔ سمیہ بیگم سیخ پا ہو کر بولی۔

بیگم میں اس وقت لڑائی نہیں چاہتا۔ مقصوم صاحب ان کا لڑنے والا انداز دیکھ کر کوفت سے بولے۔

جی جی لڑائیاں تو میں کرتی ہوں آپ تو مقصوم نہیں معصوم ہے۔ سمیہ بیگم طنزیہ بولی مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ مقصوم صاحب کوفت سے کہتے کمرے سے باہر نکل گئی۔ سمیہ بیگم بس ہونہہ کر کے رہ گئی۔



ایک سونگ میں آپ کو ماڈلنگ کرنی ہے آپ کو کوئی می پروبلیم تو نہیں نہ امائونٹ آپ کی مرضی کا ہوگا۔ بڑے سے ڈرائیونگ روم میں چار افراد موجود تھے ایک عنزہ اور اس کا اسسٹنٹ دانیس دوسرا پریڈیوسر نعمان عدنان اور اس کا اسسٹنٹ غفار آج عنزہ خان کا ان سے ملنے کا پروگرام تھا تبھی وہ ان کے گھر میں موجود تھی۔

میرے ساتھ کون ہوگا اور سونگ کس بیس پہ ہے؟ عنزہ نے سنجیدگی سے پوچھا وہ اس وقت اسکن کلر کے گھٹنوں سے اُپر سلیولیس فراق میں تھی جس کے اُپر اس نے بلیک لونگ جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور بلیک ہی جینز ٹراؤزر پہنا ہوا تھا بال کھلے ہوئے تھے چہرے پہ بلکہ سامیک اپ کیے وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔

ایکشن بیس ہے سونگ شوٹنگ کنسٹرکٹ سائی ن ہونے کے دوسرے دن شروع ہوگی۔ نعمان  
عدنان نے بتایا۔

ایکشن سونگ میں میرا کیا کام؟ غمزہ نے پوچھا

وہ آپ کے ساتھ جو ہیرو ہوگا اس کا کام ہے آپ بس اس کے ساتھ ہوگی آپ کو گن بھی چلائی ہوگی جو کی نکلی ہوگی پر اس کی گونج اصلی فائی رکی طرح ہوگی پھر ملاقات آپ کی ہیرو سے تب ہوگی جب آپ اپنی گاڑی میں ہوگی اور دونوں کی گاڑی کا ٹکراؤ ہوگا آپ سمجھ رہی ہے نہ؟ نعمان عدنان بتاتے بتاتے آخر میں تائیید لینی چاہی۔

شوٹنگ کی لوکیشن خوبصورت ہونی چاہیے۔ عنزہ نے ہاتھ میں پہنی انگھوٹی کو گھما کر بس اتنا کہا۔  
خوبصورت ہے بس ایک سین جو ہے وہ کچی آبادی پہ ہے باقی سب ٹھیک ہے۔ نعمان عدنان  
نے بتایا تو عنزہ نے سر اٹھات ہلایا۔

پھر ملاقات ہوگی۔ غمزہ نے پیپر سائی ن کیے کہا

چیلنجنگ اچھی چیز ہے۔ غمزہ نے بس اتنا کہا۔



طلحہ کے کیبن جا رہا ہوں۔ سعد نے بتایا تو فلزہ اپنا سفید کوٹ جھاڑتی دوسری طرف گئی۔





کام کیسا جارہا ہے تمہارا؟ سمیہ بیگم نے عنزہ کو ناخنوں پہ نیل پینٹ لگاتا دیکھا تو پوچھا۔

فرسٹ کلاس۔ عنزہ نے جواب دیا۔

اب یہ کام چھوڑ دوں۔ سمیہ بیگم نے کہا۔

اس کام کے لیے میں نے بہت کچھ چھوڑا ہے پر اب یہ کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔ عنزہ کا لہجہ افسردہ ہو گیا تھا۔

بہت کچھ مطلب کیا چھوڑا ہے تم؟ سمیہ بیگم کو عنزہ کی بات سمجھ نہیں آئی۔

میں نے سب کچھ تو چھوڑ دیا موم جس کا احساس مجھے اندر سے دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے کس لیے چھوڑا اس کام کے لیے جو آپ چھوڑنے کا کہہ رہی ہے میں نے بہت کچھ گنودیا ہے مگر اب یہ چھوڑنا ممکن نہیں۔ عنزہ چیخ کر بولی تو سمیہ بیگم حیرت سے اس کو دیکھ رہی تھی جو بلاوجہ غصہ ہوگئی تھی۔

شوہز اندسٹری تمہارا شوق تھا جو پورا ہو گیا نام بھی بہت کام لیا اب بس کردو میں شادی کا سوچ رہی ہوں تمہارا وہ کرو اپنا گھر سنبھالوں۔ سمیہ بیگم نے سارا معاملہ ترتیب دیا عنزہ حیرت سے گنگ ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔



شوہز اندسٹری میرا جنون تھا موم جس کے لیے میں نے اپنا دل مارا اُس انسان کو چھوڑا جس کو چھوڑنے کے خیال سے ہی میرے جسم سے جان جاتی محسوس ہوتی تھی۔ عنزہ ہنپاتی انداز میں چیخ کے بولی۔

تمہاری اپنی غلطی ہے خیر میں اب سنجیگی سے تمہاری شادی کا سوچ رہی ہو۔ سمیہ بیگم آرام سے بولی۔

اچھی بات ہے ویسے بھی میں نے کرنی اپنی پسند سے ہے شادی۔ عنزہ بھی اٹل انداز میں بولی کس سے؟ سمیہ بیگم نے پوچھا۔

روحان علی۔ عنزہ نے چہرے پہ مسکراہٹ سجا کر بتایا۔



طلحہ اپنے کمرے میں یہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا آج اس کو اپنے اندر عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی جس کو وہ کوئی نام نہیں دیں پارہا تھا دل میں دھڑکا لگا ہوا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ بُرا ہوگا ہا ہو گیا ہے پر کیا؟ طلحہ نے پریشانی سے اپنی پیشانی دو انگلیوں سے مسلی عجیب اضطراب جیسی کیفیت تھی۔

بھائی می آپ جاگ گئی ہیں تو آجائے ناشتے کی ٹیبل پہ۔ مرزا طلحہ کے کمرے میں آکر بولی۔  
آتا ہوں۔ طلحہ رک کر مرزا کو جواب دینے لگا۔

میرے ساتھ چلیں ورنہ پھر آپ نے کہنا ہے کہ ہو سپٹل کے لیے دیر ہو رہی ہے۔ مرزا طلحہ کو  
بازوں سے پکڑتی ہوئی می بولی جس پہ طلحہ ناچاہتے ہوئے بھی باہر ڈائی بنگ ٹیبل کی طرف آیا



کار تو زبردست ہے۔ عنزہ اسپورٹس کار پہ ہاتھ پھیرتی ہوئی می بولی۔

جی آپ چلا تو لیں گی نہ اس سڑک پہ؟ فیاض نے پوچھا جس کے ساتھ وہ سونگ پہ کام کر رہی  
تھی۔

افکورس۔ عنزہ پُر اعتماد ہو کر بولی۔

پھر بھی خیال سے ایک تو یہ اسپورٹس کار دوسرا یہ کے سڑک بھی کچی ہے۔ فیاض اس کو ہدایت  
کرتا وہاں سے دور گیا جب کی عنزہ کار کو دیکھ کر جانے کہاں پہنچ گئی تھی۔

میم شوٹنگ اسٹارٹ کرنے کا وقت آگیا ہے۔ اسسٹنٹ نے عنزہ سے کہا تو وہ سر ہلاتی کار کا ڈور  
اپن کر کے بیٹھی۔

جب تک ایکشن نہ کہا جائے اپنے کار اسٹارٹ نہیں کرنی اور کار چلاتے ہوئے آپ نے ٹرن نہیں لینا کار کی اسپید بھی بہت آہستہ کرنی ہے تیز دیکھنا ہمارا کام ہے۔ عنزہ جیسے ہی گاڑی میں بیٹھی تو ڈائی ریکٹر ہدایت دینے لگا جو عنزہ بے خیالی میں سن رہی تھی۔

رول

کمیرا

ایکشن

عنزہ نے اپنے پاؤں بریک پہ رکھ کر ہلکے سا دباؤ بڑھایا جب کی ایک ہاتھ اسٹئی رنگ پہ تو دوسرا اسکلیپر پہ تھا وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کار کو ڈرائیو کرنے لگی اس کا رخ سیدھے طرف تھا جب کی فیاض کی کار کو سائیڈ سے آنا تھا۔

عنزہ نے بریک کچھ تیز کر کے بائیں طرف کار کو کیا تو کار چرچر کرنے لگی۔

کٹ

کٹ

ڈائی ریکٹر نے زور آواز میں عنزہ سے کہا کیوں کی عنزہ غلط راستے آچکی تھی۔

فورن سے جاؤ وہاں کی سڑک صاف نہیں۔ نعمان عدنان سخت لہجے میں پاس کھڑے لڑکوں سے بولیں جو ان کی بات پہ سر ہلانے لگے۔

یہاں کنکر ہیں۔ عنزہ پریشانی سے بڑبڑائی می اس نے کار کو روکنا چاہا پر بریک کام ہی نہیں کر رہا تھا عنزہ پریشانی سے سرگھما کر پیچھے دیکھنا چاہا سائیڈ سے آتی گاڑیاں دیکھ کر اس نے شکر کا سانس لیکر چہرہ سیدھا کیا تو اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی سامنے ٹرک کھڑا دیکھ کر اس نے ٹرن لینا چاہا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی ایک دھماکے کا شور اٹھا تھا پھر ہر سوں خاموشی کا راج ہو گیا۔ او مائی می گوڈ۔ نعمان عدنان کی چیخ نکل گئی۔

بچنا مشکل ہے۔ سب آپس میں باتیں کرنے لگے نعمان عدنان اور ان کی ساری ٹیم سب وہاں گئی جہاں دھواں پھیلا ہوا تھا۔



تم ٹھیک ہو نہ؟ سعد نے فکر مندی سے طلحہ کو دیکھ کر پوچھا جو بار بار پانی کا گلاس پی رہا تھا۔

ٹھیک ہوں میں۔ طلحہ بے تاثر لہجے میں بولا

اے سی کو کو لینگ تیز کرو۔ طلحہ پریشانی سے اپنی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی شرٹ کا اُپر والا بٹن کھولنے لگا۔

طبیعت نہیں سہی تو گھر جاؤ۔ سعد نے اے سی کی فل کو لینگ میں بھی طلحہ کے ماتھے پہ پسینہ دیکھا تو کہا۔

میں ٹھیک ہوں۔ طلحہ اپنی بات پہ زور دیتا بولا۔  
سعد۔ فلزہ تیزی سے طلحہ کے کیبن کا دروازہ کھول کر سعد کو بلانے لگی۔  
کیا ہوا؟ طلحہ اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑتا دیکھ کر پوچھا۔

عنزہ خان دی فیمس ایکٹریس کا بہت برا ایکسڈنٹ ہوا ہے اس کو یہاں لیکر آئی ہیں ہو اسپتال کے باہر ابھی سے میڈیا کا ہجوم اکٹھا ہوا ہے۔ فلزہ بے ترتیب ہوتی سانسوں کے درمیان ان کو اطلاع دی طلحہ کا رنگ لٹھ مانند ہو گیا تھا اس کا لگا وہ ابھی دوسرا سانس نہیں لیں پائے گا۔  
کہاں ہے وہ؟ طلحہ سوکھے لبوں پہ زبان پھیرتا بولا۔

اس کو ایمر جنسی وارڈ میں لے گئی ہیں حالت بہت بُری ہے اس کی۔ فلزہ کی بات سنے طلحہ جلدی سے کیبن سے نکلا اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا طلحہ نے زور سے دروازہ کھول کر ایمر جنسی وارڈ میں داخل ہوا تھا اس کے اچانک آنے پہ وہاں باقی ڈاکٹرز جو ابھی عنزہ کا علاج کرنے ہی والے تھے اپنا کام چھوڑ کر طلحہ کو دیکھنے لگے طلحہ ان کی نظروں سے لاپرواہ یک ٹک عنزہ کا زخمی وجود دیکھ رہا تھا جس کے ماتھے سے خون بہہ رہا پورے چہرے پہ چوٹوں کے نشان تھے جب کی ہاتھ سفید چادر کے اندر تھا۔

ان کی سانس بہت آہستہ چل رہی ہے باہر میڈیا والوں نے پریشان کیا ہے۔ ڈاکٹر سلمان نے طلحہ سے کہا۔

ٹریٹمنٹ شروع کریں ان کا کچھ ہونا نہیں چاہیے۔ طلحہ بہت دیر بعد بولا۔

ان کی

میں سین ی رز ڈاکٹرز کو بھی بلاتا ہوں آپ اپنا کام شروع کریں۔ نرس کوچ میں ٹوک کر طلحہ اتنا کہتا باہر نکل گیا۔

مشہور اداکارہ ہیں شاید اس لیے ڈاکٹر طلحہ پریشان ہیں۔ نرس نے اندازہ لگا کر کہا۔

تم آکسیجن ماسک ان کے چہرے پہ لگاؤ۔ ڈاکٹر سلمان کی بات پہ سب اپنے کاموں میں لگے۔

سب سے بات کر کے طلحہ اپنے کعبین آگیا تھا وہ شکستہ چال چلتا صوفے پہ ڈھے گیا۔

کیوں ہوا ایسا۔ طحہ اپنا سر ہاتھوں میں گراے تنھکن زدہ آواز میں بولا۔

تم نے خود کو بدل گیا پر آج بھی میری جان نکالنے کی عادت نہیں بدلی۔ طلحہ طنزیہ مسکراہٹ

سے بولا۔











تھی جو ایک سو بر سی خاتون تھی جو اپنے بچوں اور گھر کو ٹھیک سے سنبھالتی تھی ریاض صاحب نے مقصود خان کی شادی اپنے کزن کی بیٹی آمنہ سے کروائی تھی جو ایک نیک اور صالح عورت تھی شادی کے ایک سال بعد ہی ان کے گھر بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی جس کا نام انہوں نے طلحہ رکھا تھا پھر پانچ سال بعد بیٹی کی پیدائش نے ان کی زندگی کو مکمل کر لیا تھا اس کے بعد ریاض صاحب نے مقصوم خان کی شادی انہوں نے اپنے دوست کی بیٹی سے کروائی تھی جو ایک پھٹان ذات ہونے کے ساتھ ساتھ بہت کھلے خیالات کی تھی جن کا اندازہ ان کو جلد ہی ہو گیا تھا آئے دن کی لڑائیاں اور چک چک مقصوم خان اور ان کے درمیان ہوتی رہتی تھی شادی کے دو سال بعد ان کے گھر میں پریوں جیسی بچی کی پیدائش ہوئی تھی جس کا نام عنزہ رکھا گیا تھا ریاض صاحب کو لگا شاید اب ان کے بچ کوئی می سدھار آجائے پر ایسا نہ ہوا ان کی لڑائیوں میں کوئی کمی تو نہیں آئی تھی پر ایک معصوم بچی ضرور نظر انداز ہوتی تھی ان سے جس کا خیال اپنی طرف سے تین سالہ طلحہ کرتا تھا اس کو اپنی یہ کزن بہت عزیز ہو گئی تھی معصوم اور پیاری سی جس کو دیکھ کر تین سالہ طلحہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آتی تھی مقصوم خان کی شادی سے فارغ ہوتے ہی ریاض صاحب نے پھر اپنی بیٹی گل ناز کی شادی اپنے کزن کے بیٹے جعفر علی سے کروائی تھی گل ناز کی شادی کے پانچ ماہ بعد بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی جن کا نام انہوں نے روحان رکھا تھا دو سال بعد پھر ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی

جس کا نام رویان رکھا تھا طلحہ دس سال کا تھا جب پلین کرش میں مقصود صاحب اس فانی دنیا سے گزر گئی تھیں جو ان بیٹے کی موت کا صدمہ ریاض صاحب نے دل پہ لیں لیا تھا تبھی مقصود صاحب کی وفات کے ایک ہفتے بعد وہ بھی اس دنیا سے چل بسے دو سال بعد افسانہ بیگم بھی اپنے بیٹے اور بیٹی کو چھوڑ خالق حقیقی کے پاس پہنچی یہ وقت ان سب کے لیے تکلیف دہ تھا پر گزر گیا تھا۔



نرگس میرے لیے جوس لانا۔ عنزہ گھر آتے ہی ملازمہ کو آواز دینے لگی۔

آپ کا جوس۔ نرگس نے رے جس میں جوس کا گلاس تھا وہ عنزہ کے سامنے کی تو عنزہ نے جوس کا گلاس پکڑا۔

وی ئی راز موم ڈیڈ؟ عنزہ نے جوس پیتے ہوئے پوچھا۔

صاحب جی آفس سے نہیں آئے ابھی تک اور بیگم صاحبہ کسی تقریب میں گئی ہیں۔ نرگس نے بتایا تو عنزہ کے چہرے پہ بیزاری کے تاثرات نمودار ہوئے۔

اچھا تم جاؤ۔ عنزہ نے اس کو جانے کا کہا تو وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی عنزہ نے موبائی ل اٹھا کر طلحہ کا نمبر ملایا۔

ابھی تو گھر چھوڑ آیا ہوں اور پھر سے کال۔ طلحہ نے کال اٹھا کر شریر انداز میں کہا تو عنزہ کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ نے بسیرا کیا

بس کیا کریں تمہارے بنا دل نہیں لگتا۔ عنزہ نے بھی اس کے انداز میں کہا۔  
لگنا چاہیے بھی نہیں۔ طلحہ شدت پسندی سے بولا۔



طلحہ ناشتہ کر کے جاؤ۔ آمنہ بیگم نے طلحہ کو بنا ناشتہ کیے بیگ اٹھائے کالج کے لیے جاتا دیکھا تو فورن سے کہا۔

امی کیفیئر سے کھالوں گا ابھی مجھے عنزہ کو بھی اٹھانا ہے پتا تو ہے آپ کو اُس کا۔ طلحہ عجلت میں کہتا باہر کی طرف بڑھ گیا آمنہ بیگم بس دیکھتی رہ گئی۔  
عنزہ اپنے کمرے میں ہیں؟ طلحہ مقصوم پلس آکر ملازمہ سے پوچھنے لگا۔

جی اپنے میں ہیں۔ ملازمہ نے بتایا تو طلحہ اپنا بیگ صوفے پہ رکھ کر اُپر کی جانب آیا عنزہ کے کمرے کا دُور کھول کر اندر آیا تو بیڈ پہ عنزہ کو بچوں کے انداز میں سوتا دیکھ کر مسکرایا۔ عنزہ اٹھ جاؤ۔ طلحہ عنزہ کے سرہانے بیٹھ کر جگانے کی کوشش کرنے لگا۔

عنزہ۔ طلحہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تو عنزہ نیند میں بھی مسکرائی می طلحہ کی نظر عنزہ کی ٹھوری پہ پڑتے گڑھے پہ ٹھہر گئی تھی طلحہ اس پہ سے اپنی نظریں ہٹاتا جیب سے اپنی گاڑی کی کیز نکالی اور اس پہ لگے چھلے کی نب عنزہ کے کان کے اندر پھیری تو عنزہ اچھل کر بیڈ سے اٹھی اس کے اس طرح اٹھنے پہ طلحہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا عنزہ جو پریشانی سے اپنے کان میں ہاتھ لگا کر چیک کر رہی تھی کے کہیں کوئی می کیڑا تو نہیں گیا پر جب سامنے طلحہ کو ہنستا دیکھا تو اس کو ساری بات سمجھ میں آگئی عنزہ نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ طلحہ کے اُپر تکیوں کی برسات کر ڈالی اس اچانک افتاد پہ طلحہ ہر بڑا گیا۔

عنزہ اسٹاپ یار مزاق تھا بس

عنزہ دوبارہ نہیں کروں گا سچی

نخش دو تم اٹھ جو نہیں رہی تھی میں کیا کرتا۔ طلحہ ہاتھ آگے کیا عنزہ کو منت کرنے لگا بیڈ پہ تکیوں کی روئی می نکل پڑی تھی مگر عنزہ باز نہ آئی می اس نے بس تب کی جب تھک گئی اور گہرے سانس بھرنے لگی۔

اففف اللہ حد کرتی ہو تم۔ طلحہ بیڈ پہ لیٹ کر ہنس کے بولا تو عنزہ نے اس کے بال کھینچے۔  
آآآ۔ طلحہ کی چیخ نکل پڑی۔

کاٹن تھا۔ عنزہ معصوم شکل بنائے روئی می کی طرف اشارہ کیے بتایا۔  
اچھا اٹھ اب تیار ہو کر آؤ میں باہر انتظار کرتا ہوں۔ طلحہ اپنے کپڑے ٹھیک کرتا ہوا بولا۔  
نرگس کو کہنا میرا روم صاف کر دیں۔ عنزہ بیڈ سے اٹھ کر بولی۔  
جلدی آنا۔ طلحہ کمرے سے نکلتا ہوا بولا۔

چلیں میں ریڈی ہوں۔ بیس منٹ بعد عنزہ اپنے کمرے سے لاؤنج کی طرف آئی می طلحہ نے عنزہ کو دیکھا جو لائیٹ پنک کلر کی شرٹ کے ساتھ بلیک جیکٹ پہنے اور وائیٹ جینز میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا بنا کسی میک اپ کے وہ طلحہ کو دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگی۔

خوبصورت لگ رہی ہوں نہ؟ خود پہ طلحہ کی نظریں محسوس کیے عنزہ طلحہ کے ساتھ بیٹھ کر مسکراہٹ ضبط کیے پوچھنے لگی۔

بہت زیادہ۔ طلحہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولا تو عنزہ کھل کھلا اُٹھی طلحہ یکدم ہوش میں آکر عنزہ کو گھورنے لگا۔

اب چلیں پہلے ہی دیر ہوگئی ہے۔ طلحہ خفت مٹانے کے غرض سے بولا۔

نرگس میرا بیگ لائے پھر چلتے ہیں۔ عنزہ نے کہا جمہی نرگس نے عنزہ کا کالج بیگ اس کو دیا جس کو پکڑ کر وہ طلحہ کے ہمراہ کالج کے لیے نکل پڑی۔



عنزہ کہاں رہ گئی یا را بھی تک نہیں آئی۔ رانیہ نے کوفت سے آریز سے کہا۔

آتی ہوگی تم بتاؤ روحان کدھر ہے؟ آریز نے بتا کر پوچھا۔

روحان تو آج نہیں آیا شاید۔ رانیہ نے کندھے اچکا کر بتایا تبھی عنزہ کو آتا دیکھ کر وہ دونوں اس کی جانب آئے۔

دیر کردی بڑی۔ رانیہ کے گلے ملتے ہوئے پوچھا

بس ہوگئی۔ عنزہ نے نارملی بولی۔

روحان نہیں آیا کیا؟ عنزہ کلاس میں آکر پوچھنے لگی۔

نہیں وہ اپنے سونگ کی تیاری کر رہا ہے روحان شیور ہے کے اس دفع فلم گانے کا موقع مل جائے گا۔ رانیہ نے تفصیلی جواب دیا۔

کتنا اچھا ہو اگر طلحہ میڈیکل کی پڑھائی ی چھوڑ کر سنگنگ کرنا چھوڑ کریں۔ عنزہ حسرت بھرے لہجے میں رانیہ سے بولی۔

تم کہو نہ پھر ابھی تو اس کا ویسے بھی دوسرا سال ہے تمہاری بات اس کے لیے پتھر پہ لکیر کی مانند ہے۔ رانیہ نے مشورہ دیا۔

ہے تو سہی پر وہ بہت سیریس ہے اپنے پروفیشن کے معاملے میں ایک دفع کہا تھا میں نے تو اس نے کہا نیوروسرجن بننا اس کا ڈریم تو ہے پر اس کے فادر یعنی چچا جان کی بھی خواہش تھی۔ عنزہ نے بتایا۔

چلو خیر ہے آواز تو ویسے بھی طلحہ کی بہت اچھی ہے تمہارے لیے بس گائے گا۔ رانیہ نے اس کے کندھے سے کندھا ٹکرا کر شوخ لہجے میں کہا تو عنزہ مسکرا دی۔



طلحہ۔ عنزہ دھڑام سے طلحہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔  
کیا ہوا اتنی زور سے کیوں چلا رہی ہو؟ طلحہ جو پڑھنے میں لگن تھا عنزہ کے اس طرح آنے پہ پوچھنے لگا۔



تمہیں پتا ہے سنگنگ میں روحان کی سلیکشن ہوگئی لسٹ میں اس کا نام آیا ہے۔ عنزہ نے پر جوش آواز میں کہا تو طلحہ کے چہرے کے زاویے بگڑ گئی۔

اس کے لیے تم کیوں اتنا خوش ہو؟ طلحہ اپنی جلن پہ قابو کیے سرسری سا پوچھنے لگا۔

تم نہیں ہو کیا کزن ہے وہ ہمارا اور تمہیں پتا ہے اس نے ہم سب کو پارٹی دی ہے۔ عنزہ نے طلحہ کو بتایا۔

اچھا میں تو نہیں جاسکتا اس لیے تم بھی مت جانا۔ طلحہ نے آرام سے اس کے جوش پہ پانی گرایا۔

یہ کیا بات ہوئی می تم آرہے ہو بس میں اور کچھ نہیں سن رہی۔ عنزہ منہ بسور کر بولی۔

عنزہ تم جانتی ہو میری اور روحان کی کبھی نہیں بنی۔ طلحہ نے سمجھانا چاہا۔

پر تم تو میری خاطر چلو گے نہ۔ عنزہ نے منت کی

اچھا دیکھتے ہیں۔ طلحہ نیم رضامند ہوا تو عنزہ کے چہرے چمک اٹھا۔

ہم سیم ڈریسنگ کریں گے۔ عنزہ نے حکیمہ انداز میں کہا۔

جو آپ کا حکم۔ طلحہ ادب سے کہا۔

طلحہ۔ کچھ منٹ کی خاموشی کے بعد عنزہ نے دھیمی لہجے میں اس کا نام لیا تو طلحہ نے اس کی طرف دیکھا جو اب کچھ چپ سی ہوگئی تھی۔



Visit For More Novels : [www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com) Page 82  
E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a38822222222222222222)

جو ہارٹ شپ پہ تھا اور اس میں ایک عنزہ کی تصویر تھی تو دوسری طلحہ کی۔ عنزہ اپنے تیاری مکمل دیکھتی وارڈروب کے ریک سے اپنا ہیل والا بلیو سینڈل نکال کر پہنے لگی جبھی ملازمہ نے آکر طلحہ کے آنے کی اطلاع دی تو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی یہ سوچ کر کے طلحہ کی کیا حالت ہوگی اُس کو اتنا تیار دیکھ کر سینڈل کی اسٹریپ بند کر کے عنزہ کھڑی ہو کر مرر میں اپنا جائزہ لیا پھر مطمئن ہوتی باہر آئی جہاں بلیو شرٹ کے ساتھ وائیٹ کلر کی جینز پہنے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے طلحہ بہت ڈیسنٹ اور پیارا لگ رہا تھا طلحہ کی نظر جب سیڑھیاں اُترتی عنزہ پہ پڑی تو وہ آنکھیں جھپکنا بھول گیا تھا وہ تو سادگی میں ہی اس کا دل دھڑکا دیتی پر آج ہتھیار لیس ہو کر اس کو مارنے کے در پہ تھی عنزہ طلحہ کو دیکھ کر گہری مسکراہٹ چہرے پہ سجا کر اس کے سامنے آکر چٹکی بجائی تو طلحہ ہوش میں آتا سر کو دائیں بائیں گھمانے لگا۔ کیسی لگ رہی ہو؟ عنزہ اپنے پیروں تک آتے فراق سمیت گول گول گھوم کر طلحہ سے پوچھنے لگی۔ میری جان لینے کا ارادہ ہے کیا؟ طلحہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو عنزہ نے جواب گھورا۔ فضول مت بولا کرو۔ عنزہ نے کہا۔

وہاں سب ہو گئیں روحان رویان آریز سعد تم کیوں اتنا تیار ہوئی ہو تمہارا یہ روپ دیکھنے کا حق تو صرف مجھے ہے نہ میرا دل چاہتا ہے تمہیں اپنے سینے میں چھپالوں میں نہیں چاہتا یہ چاند جیسا چہرہ میرے علاوہ کوئی اور دیکھے تم اپنے چہرے پہ کچھ لگایا مت کرو ایسے ہی بہت خوبصورت



لائیٹ میک اپ تو کرتی۔ رانیہ نے سرتاپا عنزہ کو گھور کر کہا جو اب بنا میک اپ کے تھی وہ اور طلحہ فارم ہاؤس پہنچ گئی تھیں جہاں بیک گراؤنڈ میں ہلکے سا میوزک بج رہا تھا وہاں ان کے علاوہ کالج فیلوز میں تھیں جو کپل ڈانس کر رہے تھے۔

مجھے کیا ضرورت ہے میک اپ کی وہ نیچرل بیوٹی ہوں۔ عنزہ نے اتر کر کہا۔

وہ تو ہو پر پھر بھی تھوڑا تو کر آتی۔ رانیہ نے کہا۔

مجھے ایسے اچھا لگا۔ عنزہ نے کہا

میں آریز کے ساتھ ڈانس کروں گی تم طلحہ کو ڈانس کے لیے راضی کرو۔ رانیہ نے عنزہ سے کہا۔  
ڈانس کیا میں تو طلحہ کے ساتھ گانا بھی گائیوں گی تم بس اسٹیج پہ جا کر سب کو بتاؤ۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا تو رانیہ بھی مسکراتی فارم ہاؤس کے ہال میں جہاں سامنے والی جگہ کو اسٹیج کا لک دیا تھا اور درمیاں بھی کرسیاں لگائی گئی تھیں۔

طلحہ بی ریڈی۔ عنزہ طلحہ کے پاس آکر بولی جو سعد کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا عنزہ کی بات پہ نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔

سامنے دیکھو۔ عنزہ نے اسٹیج کی جانب اشارہ کرتے کہا جہاں رانیہ ہاتھوں میں مائی یک لیے کہہ رہی تھی۔

لیڈیز اینڈ جینٹل مین

اپس میرا مطلب گرلز اینڈ بوائےز۔ رانیہ کہتے کہتے رُک کر سر پہ ہاتھ مار کر بولی تو سب ہنس پڑے جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں ہم یہاں روحان کی کامیابی کی طرف سے پہلا قدم بڑھانے کی خوشی میں اکٹھا ہوئے ہیں۔ رانیہ نے سائیڈ پہ پڑے روحان کی طرف اشارہ کیا جس پہ سب کی نظریں اس پہ گئی جس پہ روحان نے ہاتھ میں پکڑا مشروب کا گلاس اُپر کر مسکرا کر شکریہ کیا۔ تو میں سب کو بتانا چاہوں گی کہ طلحہ سب کو گانا گاکر سنائے گا۔ رانیہ کی بات پہ طلحہ کو شاک لگا جب کہ روحان کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات نمایاں ہوئے وہاں بیٹھے سب لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دی۔

عنزہ یہ کیا مزاق ہے۔ طلحہ دھیمی آواز میں عنزہ سے بولا۔

میرے لیے گانا گاؤ گے اور کیا میں بھی تمہارا ساتھ دوں گی۔ عنزہ آرام سے بولی۔

مجھے یہ سب نہیں پسند۔ طلحہ نے انکار کیا۔

مجھے تو پسند ہے نہ۔ عنزہ نے آنکھ ونک کیے کہا

میں نہیں گاسکتا۔ طلحہ اپنی بات پہ قائل رہا۔

میری بات مان نہیں سکتے۔ عنزہ کا لہجہ پل بھر میں نرم ہوا تھا طلحہ پریشانی سے عنزہ کو دیکھا۔

اس کے علاوہ ہر بات پہ سر جھکا دوں گا۔ طلحہ نے محبت سے کہا۔

ٹھیک ہے پھر بات نہ کرنا مجھ سے میں جا رہی ہوں گھر۔ عنزہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لائے بول کر باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی طلحہ بس دیکھتا رہ گیا۔

عنزہ ابھی ہال کا دروازہ پار کرنے ہی والی تھی جب گٹار کے بجنے کی آواز پہ اس کے قدم تھم سے گئی چہرے پہ فخریہ مسکراہٹ آگئی اس نے پلٹ کر دیکھا جہاں ساری لائیٹس آف تھی بس اسٹیج کی لائیٹ آن تھی جس کا فوکس گٹار تھامے طلحہ کی طرف تھا اور طلحہ کی نظریں عنزہ کی طرف تھا۔

Bula ve tujhay yaari ach  
Meri galiyan basao teray sang  
Mai alag dunia

طلحہ گانا اسٹارٹ کر کے اپنے قدم آہستہ آہستہ عنزہ کی طرف بڑھانے لگا جو چمکتے چہرے کے ساتھ کھڑی اس کو دیکھ رہی تھی۔

Bula ve tujhay yaari ach  
Meri galiyan basao teray sang  
Mai alag dunia  
Na aae kabhi duno mai  
Zara bhi faslay bas  
Ek tou ho ek mai ho aur koi na





Bula ve tujhay yaari ach  
Meri galiyan basao teray sang  
Mai alag dunia  
Jo howe to uddas  
Mojhay dekhay hans de  
Tou chahe meray haq  
Ki zameen rakh le  
Tou sanso p bhi naam  
Tera lkh le mai jio jab  
Jab tera dil dhardhay♡,eeeeee

طلحہ عنزہ کے ساتھ ڈانس کے اسٹیپ کرتا ساتھ میں گانے بھی گارہا تھا اس بیچ میں عنزہ کے  
ہیل والا پیر اپنی فراق میں اٹکا بھی تھا اس سے پہلے گرجاتی مگر طلحہ نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر اس کو  
اپنے ساتھ لگایا تو عنزہ مسکرا کر اپنا ایک ہاتھ طلحہ کے کندھے پہ تو دوسرا طلحہ کے ہاتھ میں رکھا  
دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مکمل لگ رہے تھے۔

Tujh say mili to seekha  
Mainay hasna aaya mojhay  
Safar mai thaherna  
Mai to bhool gae  
Dunia ka pata jab say hai

Tujhay jana ,  
Hai to he dil jan meri ab  
Say hai zikar tera na jae  
Meray lab say  
Bula ve tujhay yaari ach  
Meri galiyan basao teray sang  
Mai alag dunia  
Jo howe to uddas  
Mojhay dekhay hans de  
Tou chahe meray haq  
Ki zameen rakh le  
Tou sanso p bhi naam  
Tera lkh le mai jio jab  
Jab tera dil dhardhay

عنزہ نے گانا گا کر آخر میں طلحہ کے سینے پہ انگلی رکھی تو طلحہ نے مسکرا کر اپنی ناک عنزہ کی ناک  
سے رگڑی تو عنزہ ہنس پڑی۔

Nal jeena wa to uthay yaar to  
Le aaya menu jeenay da  
Matlb aaj samjh aaya  
paraya na karna na tou

Suneyha

Channa mai to rul jana

طلحہ نے گانا ختم کر کے اپنا سر عنزہ کے سر سے جوڑ دیا تو سب لوگوں نے تالیاں بجا کر ان کو داد دی اور کچھ نے ہوٹنگ کی روحان ان دونوں پہ نفرت بھری نگاہ ڈالتا وہاں سے چلا گیا آریز نے اس کو جاتا دیکھا تو سب سے نظر بجاتا روحان کے پیچھے گیا۔

شکریہ۔ عنزہ نے طلحہ کے بال ماتھے سے پیچھے کیے محبت سے کہا۔  
کس لیے؟ طلحہ نے پوچھا۔

میری بات کا مان رکھنے کے لیے مجھے بتانے کے لیے کے میں کیا اہمیت رکھتی ہوں۔ عنزہ نے ٹرانس کی کیفیت میں کہا تو طلحہ مسکرا دیا۔

تم میرے لیے کیا ہو یہ میں خود نہیں جانتا میری تو آتی جاتی سانسیں تمہارے نام کا ورد کرتی ہیں میرا دل تمہاری سلطنت ہے جس پہ تم بہت حق سے حکمرانی کرتی ہو اور میں کچھ اپنی مرضی سے کر بھی نہیں سکتا۔ طلحہ نے کم لفظوں میں عنزہ کو اس کی اہمیت بتائی جسے سن کر عنزہ کا چہرہ بلش کرنے لگا۔



روحان تم کالج کیوں نہیں آتے؟ آریز نے ریسٹورنٹ میں بیٹھے روحان کے پاس آکر کہا  
ابھی بڑی ہوتا ہوں کالج کو وقت نہیں دیں سکتا۔ روحان نے وجہ بتائی۔  
پڑھائی کے بعد بھی تم یہ سب کر سکتے ہو۔ آریز نے ویٹر کو اپنے لیے کافی کا کہہ کر روحان سے  
کہا۔

مجھے بس طلحہ سے آگے جانا ہے اس کو بتانا ہے میرے سامنے وہ کچھ بھی نہیں۔ روحانِ حسد  
بھرے لہجے میں کہا۔

تمہارے سنگر بننے سے اس کو کوئی می فرق نہیں پڑتا۔ آریز نے حقیقت بتائی۔  
کبھی نہ کبھی تو یڑے گا نہ۔ روحان نے جواب کہا۔

طلحہ کو بس ایک چیز سے فرق پڑتا ہے اور وہ ہے عنزہ جو طلحہ کی جیت ہے تو ہار بھی ہے۔ آریز نے عام لہجے میں بتایا۔

صاف صاف بات کرو۔ روحان اپنا سارا دھیان آریز کی طرف کیے بولا۔

مطلب صاف ہے تم غمزہ کو اپنے پاس کرلوں۔ آریز ٹیبل پہ ہاتھ مارتا آرام سے مشورہ دینے لگا جس پہ روحان نے اس کو ایسے دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پہ شک ہو۔





یہ کتابیں تو چھوڑو۔ غمزہ نے طلحہ کی کتابیں بند کی۔







کیسے ہو۔ غمزدہ نے پوچھا۔

کونسی بات؟ غمزہ سوالیہ انداز میں پوچھی۔

میں ایسے ہی چلتی ہوں۔ غمزہ کی حرکت اور بات پہ روحان کو غصہ تو آیا پر وہ ضبط کر گیا

اب بتاؤ بات۔ وہ دونوں کینیڈین آئے تو غمزہ نے کہا

تم فلموں میں کام کرنا چاہتی ہونہ؟ روحان نے پوچھا۔

افکوریس۔ غمزہ پر جوش ہو کر بولی۔

تو اپنا آڈیشن دو۔ روحان نے کہا۔

بھی نہیں کیا۔ عمرہ نے B.A بھی کیسے موم ڈیڈ تو کیا طلحہ بھی نہیں مانیں گا میں نے تو پریشانی سے کہا۔

تم ماموں جان کو منائو طلحہ تو ویسے بھی تمہیں قید کرنا چاہتا ہے۔ روحان نے کوفت سے کہا۔

وہ نہ مانا تو۔ روحان نے پھر کہا۔



آپ جاؤ میں یہی ہوں آپ کو آتے ہوئے دیر ہو جاتی ہے مجھے رات کو طلحہ کو وِش کرنا ہے اس کی سالگرا ہے۔ عنترہ نے سہولت سے انکار کیا

میں نے کچھ نہیں کہا آپ جائے لیٹ ہو رہا ہوگا۔ غمزہ نے کہا تو وہ جلدی سے باہر کی طرف گئی۔



چنگاڑی چھوڑ آیا ہوں بس آگ کا انتظار ہے۔ روحان نے وائی ن کا گلاس پیتے آریز سے کہا۔  
ڈونٹ وری آگ بھی لگ جائے گی اور ایسے لگے گی کے طلحہ کا پورا وجود خاک ہو جائے گا وہ زندہ تو  
رہے گا پر اپنی زندگی جی نہیں پائی گی کیوں کی اس کی زندگی تو تمہارے پہلوں میں ہوگی۔ آریز  
کمینگی سے قہقہہ لگا کر بولا تو روحان بھی ہنس دیا۔



رات کے بارہ بجنے میں بس ایک منٹ باقی تھا عنزہ نے جلدی سے اپنا سیل فون لیکر طلحہ کا نمبر ڈائل کیا جو پہلی ہی بیل پہ اٹھالیا گیا تھا

بہی برتھ ڈے ٹو یو

بہی برتھ ڈے ٹو یو

بہی برتھ ڈے ڈیئر طلحہ

طلحہ کو کچھ کہنے کا موقع دیئیے بنا عنزہ نے خوبصورت آواز میں برتھ سونگ گایا تو طلحہ نے فون کان سے لگائی مسکرا کر آنکھیں بند کر کے کھولی۔

میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا جانتا تھا تم فون کرو گی اور سب سے پہلے مجھے برتھ ڈے وش کرو گی۔ طلحہ کی بات پہ عنزہ کے چہرے پہ تبسم کھلا۔

جیسے مجھے انتظار ہوتا ہے میرے برتھ ڈے پہ۔ عنزہ نے بھی مسکرا کر کہا۔

مجھے یہ بات خوشی کی انتہا پہ پہنچاتی ہے کہ ایک لاپرواہ لڑکی جس کو کبھی وقت کا یا کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا وہ میری سالگرہ کے دن وقت پہ آکر سب سے پہلے وش کرتی ہے۔ طلحہ کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

لاپرواہ کہاں تم نے اچھا خاصا زمیڈار بنا ڈالا ہے۔ عنزہ نے ناک سیکور کر کہا۔

مجھ میں اتنی ہمت ابھی پیدا نہیں ہوئی ی جو اس کا خون میں لت پت وجود دیکھ پاؤں۔ طلحہ  
ٹوٹیں لجے میں بولا۔

ٹھیک نہیں ہے وہ تم نے جن ڈاکٹرز کو بلایا ہے پوری کوشش کر رہے ہیں پر عنزہ کو ہوش نہیں آ رہا۔ سعد نے بتایا تو طلحہ نے درد سے اپنی آنکھیں میچ لی۔

میں اتنا لا پرواہ کیسے ہو گیا اس کے معاملے میں محبت محبت کرتا پھرتا تھا اور میری محبت آج اس حالت میں ہے میں کچھ کر بھی نہیں سکتا۔ طلحہ بے بسی کی انتہا پہ کھڑا تھا۔

دعا کرو اللہ اس کو صحت مند زندگی دیں تم نے تو نہیں پر میں نے گھر میں اطلاع دیں رکھی ہے میڈیا کو بھی سنبھال لیا ہے یہ سب عنزہ کے کسی شوٹ میں حادثہ ہوا ہے ساری ٹیم یہی موجود ہے۔ سعد کی آخری بات پہ طلحہ غصے سے اٹھا اور کوریڈور کی طرف آیا جہاں سب لوگ پریشان کھڑے تھے۔

تم سب کو اجازت کس نے دی تھی ڈینجر جگہ پر شوٹ کرنے کی۔ طلحہ بنا ہسپتال ہونے کا دھیان دی ئی دھاڑ کر بولا۔

عنزہ خان کی غلطی تھی ہم نے کہا تھا ان کو ٹرن نہیں لینا۔ نعمان عدنان دھیمی آواز میں بولے بکو اس بند کرو اپنی۔ طلحہ غصے سے پاگل ہوتا بولا۔

ڈاکٹر طلحہ پلیز کام ڈاؤن پشینٹس پریشان ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر سلمان جلدی سے آکر طلحہ کے پاس آیا۔

ابھی کے ابھی ان سب کو باہر کا رستہ دیکھاؤ۔ طلحہ سلمان کو دور کرتا ہوا بولا۔

ہم ایسے کیسے جاسکتے ہیں۔ ڈائی ریکٹر نے اعتراض اٹھایا۔

جاتے ہو یا پہنچاؤ تم سب کو بھی ایمر جنسی روم میں۔ طلحہ مارنے کے لیے ان کی طرف بڑھنے لگا  
پریچ میں سعد اور سلمان نے روک لیا۔

کنٹرول طلحہ ہوش سے کام لو نہ کے جوش سے کام بگاڑو۔ سعد نے اس کو رلیکس کرنا چاہا طلحہ ان  
دونوں کو خود سے الگ کرتا

ICU

کی جانب گیا جہاں عنزہ کو رکھا گیا تھا طلحہ اندر آیا تو عنزہ کو مختلف مشینوں میں جکڑا پایا اس کو اپنا  
دل درد سے پھٹتا محسوس ہو رہا تھا

طلحہ نے پاس کھڑی نرسس کو باہر جانے کا اشارہ کیا خود چلتے ہوئے عنزہ کے پاس آیا طلحہ کی  
آنکھ سے آنسو گر کر فرش پہ بے مول ہوا طلحہ نے عنزہ کا مشین میں جکڑا ہاتھ پکڑا اور وہی  
اسٹول قریب کھسکا کر وہاں بیٹھ گیا

آنکھیں کھول دو اپنی پلیز عنزہ جانتا ہوں تمہارے نزدیک اب میری یا میری کسی بات کی اہمیت  
نہیں پر میرے دل میں مقام تمہارا ویسا ہی ہے جیسا چھ سال پہلے تھا شاید ان اختلافات کی وجہ  
سے مزید بڑھ گیا ہے میں روز مرتا ہوں روز جیتا ہوں تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔ طلحہ



تمہا جو اُس کی ترپ دیکھتا۔

رابطے ختم بھی ہو جائیں

رشتے ٹوٹ بھی جائیں تو محبتیں ختم نہیں ہوتی

جس طرح یادیں حافظے پہ قابض رہتی ہیں بالکل اسی طرح

..... محبت دل سے دستبردار نہیں ہوتی



کر بولا۔

تم کب آئیں؟ عنترہ نے اُلٹا سوال پوچھا۔

میرا جواب تو دیتی۔ روحان نے دانت پیسے۔

سے کہا۔

ہائے کیسی ہو؟ روحان نے اب کی سلام کے ساتھ حال چال بھی پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں۔ عنزہ نے اتر کر کہا۔

اب بتادو۔ روحان نے گھور کر کہا۔

ابھی نہیں کی طلحہ کے پیپرز ہو رہے ہیں مصروف ہے بہت۔ عنزہ نے بتایا۔

وہ جتنا بھی مصروف کیوں نہ ہو تمہارے لیے وقت نکال ہی لیتا ہے۔ روحان نے جواب کہا

وہ تو ہے پر میں خود طلحہ کو ابھی ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی اس کا مائی بند اُلجھا ہوا ہوگا تو پڑھائی

یہ فوکس نہیں کر پائے گا۔ عنزہ آرام سے بولی۔

ایک تو تمہاری سمجھ نہیں آتی۔ روحان عنزہ کی بات پہ بدمزہ ہو کر بولا جس پہ عنزہ نے کوئی

دھیان نہیں دیا۔



کیا کر رہی ہیں آپ چچی جان؟ عنزہ مقصود پلس آکر کچن میں آمنہ بیگم کے پاس آئی می جو کچھ

بنانے میں مصروف تھیں۔

میں کوئی می مدد کروں؟ غمزہ نے پوچھا۔

میں آتی ہوں کچھ کام ہے۔ آمنہ بیگم غنیزہ سے کہتی کچن سے باہر گئی۔

آآ۔ عنزہ نے چیخ کر وہ انگلی منہ میں ڈالی طلحہ تیر کی تیزی سے عنزہ کے پاس آیا اور اس کی انگلی دیکھنے لگا

اتنا بھی نہیں ہے۔ -عنزہ نے جلدی سے کہا۔

تھوڑا بھی کیوں لگا آئینہ ان چیزوں سے دور رہنا مجھ سے نہیں ہوتی تمہاری تکلیف برداشت۔ طلحہ شدت بھرے لہجے میں بولا۔

آئے لو یو طلحہ ہمیشہ ایسے ہی رہنا کبھی بدل نہ جانا میں سب کچھ سہ لوں گی پر تمہیں کھونے کا تصور بھی میرے لیے ازیت ناک ہے۔ عنزہ نم لہجے میں طلحہ سے التجا کرنے لگی۔  
میں ہمیشہ ایسا ہی رہوں گا تمہارا بن کر۔ طلحہ نے نرمی سے کہا تو عنزہ بھگی آنکھوں سے مسکرا دی۔



طلحہ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ عنزہ روحان کے بار بار اصرار کرنے پہ طلحہ سے بات کرنے کا سوچا اس لیے اس نے طلحہ کو کال کر کے کہا۔  
ہاں کہو۔ طلحہ نے اجازت دی۔

میں شوہز انڈسٹری میں جانا چاہتی ہوں تم آڈیشن پہ میرے ساتھ چلنا۔ عنزہ نے لہجے کو نارملی کرتے ہوئے کہا ورنہ دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

تم شوہز انڈسٹری میں کام نہیں کرو گی میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ طلحہ نے سخت لہجے میں کہا



روم سے نکل گیا۔

ڈاکٹر طلحہ ویٹنگ روم میں عنقرض خان کی فیملی آئی ہے اور بار بار ان سے ملنے کا کہہ رہے ہیں۔ طلحہ مسجد جانے کے لیے نکل رہا تھا جب نرس نے بتایا نرس کی بات پہ طلحہ نے اپنے قدم ویٹنگ کی طرف بڑھائے۔

طلحہ کیسی ہے میری بچی؟ سمیہ بیگم کی نظر جیسے ہی طلحہ پہ نظر پڑی وہ فوراً سے بولی  
ماں ہیں آپ دعا کریں۔ طلحہ نے ان کی حالت دیکھ کر کہا جنہوں نے رو رو کر اپنی حالت بگاڑ لی  
تھی۔

خطرے سے تو باہر ہے نہ؟ مقصوم صاحب رنجیدہ آواز میں پوچھنے لگے۔

جب تک ہوش نہیں آتا کچھ کہنا ناممکن ہے۔ طلحہ نے گہری سانس بھر کے کہا۔

سمیہ دعا کرو اللہ عنترہ کو اچھی صحت والی زندگی عطا کریں۔ آمنہ بیگم نے کہا۔

آپ بھی دعا کریں میری ایک ہی بچی ہے مانا میں نے اس کے معاملے میں کوتاہیاں کی ہیں پر ہے تو میری اولاد ہے نہ پیار تو میں بہت کرتی ہوں اس سے۔ سمیہ بیگم روتے ہوئے بولی تو آمنہ بیگم اٹھ کر ان کو اپنے ساتھ لگا کر تسلی کروانے لگی ان سب کو دیکھ کر طلحہ باہر چلا گیا۔

طلحہ عنزہ خان کے لیے اتنا پریشان کیوں ہیں؟ فلزہ اور سعد ڈیوٹی سے فارغ ہو کر کین میں آئے تھے جب فلزہ نے اپنے اندر کی اُلجھن کو سلجھانے کے لیے سعد سے پوچھا۔  
کزن ہے اس کی۔ سعد نے مختصر بتایا۔

واٹ کزن؟ فلزہ بے یقین ہوئی۔

ہاں۔ سعد نے کہا۔

میں تین سال سے طلحہ کے ساتھ ہوں اُس نے کبھی بتایا نہیں۔ فلزہ شاک میں بولی۔  
تمہیں کیوں بتاتا؟ سعد نے اُلٹا اس سے سوال کیا

ایسے ہی میں جب عنزہ خان کا ذکر کرتی تھی تو ہی بتا دیتا۔ فلزہ نے جواب کہا۔  
بتانا ضروری نہیں سمجھا ہوگا۔ سعد نے سادہ لہجے میں کہا تو فلزہ نے ہنکارہ بھرا۔



طلحہ نے کیا کہا؟ رانیہ نے کالج میں عنزہ سے پوچھا جو کچھ کھوئی می کھوئی می سی تھی۔  
میں نے اس کو ناراض کر لیا۔ عنزہ نے افسوس سے کہا۔





ہاں تم ایسا کرنا اور کچھ سال کام کر کے اپنا شوق خواب پورا کرنا اس کے بعد الوعداع کرنا شوہر انڈسٹری کو۔ رانیہ نے کہا تو عنترہ مطمئن سی مسکرا دی۔



ایسا نہیں ہے طلحہ۔ غمزہ نے طلحہ کے ہاتھ یہ اپنا ہاتھ رکھ کر یقین دلانا چاہا۔

میں فلحال کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ طلحہ نے اپنا ہاتھ عنزہ کے ہاتھ سے ہٹا کر سنجیدگی سے کہا  
 طلحہ کی بات اور حرکت پہ عنزہ بہت ہرٹ ہوئی تھی زندگی میں پہلی بار طلحہ نے ایسے لہجے  
 میں بات کی تھی عنزہ کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی جس کو چھپانے کے لیے اس نے اپنا رخ  
 وندو کی جانب کیا دوسری طرف طلحہ خود اُداس تھا اس نے جان بوجھ کر اپنا رویہ عنزہ سے روڈلی  
 رکھا تھا تاکہ وہ اپنی ضد سے پیچھے ہٹ جائے اس کو امید اور یقین دونوں تھا عنزہ کے لیے سب  
 سے پہلے وہ ہوگا اس لیے وہ کچھ مطمئن تھا۔

کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا

کہیں زمین تو کہیں آسمان نہیں ملتا

بجھا سکا نہ کوئی وقت کے شعلے

یہ ایسی آگ ہے جس میں دھواں نہیں ملتا

تیرے جہاں میں ایسا نہیں کے پیار نہ ہو

جس کی امید ہو وہاں نہیں ملتا



پڑھائی کسی چل رہی ہے تمہاری؟ آج اتوار ہونے کی وجہ سے مقصوم صاحب گھر پہ تھے جب کی سمیہ بیگم اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھیں۔

اچھی جارہی ہے۔ غمزہ نے بتایا۔

پڑھائی می تمہاری پوری ہو جائے تو اپنے باپ کے آفس آکر کام میں مدد کرو۔ مقصوم صاحب نے  
عجزہ سے کہا۔

نوڈیڈ میں برنس وومن نہیں بلکہ ایکٹریس بننا چاہتی ہوں۔ عنزہ نے بتانا ضروری سمجھا۔  
یہ بات تمہارے دماغ میں کہاں سے آگئی ایسا کچھ نہیں بنوں گی تم۔ مقصوم صاحب بھڑک کر  
لوٹے۔

کیوں ڈیڈ؟ غمزہ نے وجہ جاننی چاہی۔

ہمارے سرکس میں عزت ہے اور تم یہ کام کرو گی ایسی لڑکیوں کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔ مقصوم صاحب کی بات پہ عنزہ نے افسوس سے ان کی جانب دیکھا۔

معاشرے کے لوگ ان لڑکیوں کی فلمیں ڈرامے تو دلچسپی سے دیکھتے ہیں پر عزت کیوں کوئی نہیں کریں گا۔ عنزہ کی آواز تیز ہوگئی تھی۔



سچ اوکے میں تیار ہو جاؤں گی وقت پہ۔ عنزہ طلحہ کی بات پہ خوش ہو کر بولی عنزہ کو خوش محسوس کرتا طلحہ بھی پرسکون ہوتا مسکرا دیا۔

دو ٹوک بات کرنا طلحہ سے۔ روحان نے عنزہ سے کہا جو تیار ہو کر طلحہ کا انتظار کر رہی تھی۔  
ڈونٹ وری آج اس چیپٹر کو کلوز کر لوں گی طلحہ مان جائے گا تو موم ڈیڈ کو بھی راضی کر لیں  
گا۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا وہ پنک کلر کے گھیردار فراق میں ملبوس تھی چہرے پہ لپ گلوں لگائے  
وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی کمر کو چھوتے بالوں کا اس نے جوڑا بنایا ہوا تھا  
نہ مانیں تو بس تم نے کہنا ہے کہ وہ تمہارے معاملے میں نہ بولیں۔ روحان کی بات پہ وہ کچھ  
کہنے والی تھی جب ملازمہ نے بتایا کہ وہ طلحہ آگیا ہے۔

میں چلتی ہوں دعا کرنا سب ٹھیک ہو۔ عنزہ ٹیبل سے اپنا پاؤچ اٹھا کر روحان سے بولی۔  
ماشاء اللہ آج جلدی آگئی۔ طلحہ نے عنزہ کے فرنٹ پہ بیٹھتے ہی شرارت سے بولا۔  
ایک مہینے بعد تم نے باہر جانے کا کہا جلدی تو کرنی ہی تھی۔ عنزہ نے وجہ بتائی۔  
کہاں چلیں؟ طلحہ نے مسکرا کر پوچھا۔

ہم لنچ کے لیے نکلیں ہیں بھول گئے کیا؟ عنزہ نے ہنس کر کہا تو طلحہ بھی مسکراتا گاڑی کو  
ریسٹورنٹ کے راستے بڑھادی۔

میرے لیے چکن کورمہ اینڈ بریانی۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر عنزہ نے اپنا آرڈر بتایا۔

سر آپ کا؟ ویٹر نے طلحہ سے پوچھا کو غمزہ کو دیکھ رہا تھا۔

وہی جو میڈم نے بتایا۔ طلحہ نے عنزہ کی جانب اشارہ کیے بتایا تو ویٹر سر ہلاتا چلا گیا۔

طلبہ پھر کیا سوچا تم نے؟ غنہ نے پوچھا

کس بارے میں؟ طلحہ سمجھ نہیں پایا۔

میرے شوہز جانے کے بارے میں۔ غمزہ نے یاد کروایہ۔

مود اسپوئل نہ کرو۔ طلحہ کوفت سے بولا

طلحہ پلیز میری بات کو سمجھو۔ غمزہ نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

میں کیا سمجھوں غمزہ مجھ سے نہیں ہوگا برداشت تمہیں یوں غیر مردوں کے ساتھ فلموں میں کام

کرتا دیکھنا۔ طلحہ سخت لہجے میں بولا تبھی ویٹر نے آکر ان کی ٹیبل پر کھانا سروس کیا۔

تمہاری سوچ جان کر افسوس ہوا۔ ویٹر کے جانے کے بعد غمزہ تاسف سے بولی۔

غلط نہیں سمجھو غمزہ پر میں تم پہ کسی اور کی نگاہ برداشت نہیں کر سکتا شوہز اندسٹری میں کام

کرنے تو بہت دور کی بات پہ ہے۔ طلحہ عمنزہ کے سامنے والی پلیٹ میں کھانا ڈالتا ہوا بولا۔

میں کام کر کے رہوں گی۔ عنزہ اٹل لہجے میں بولی عنزہ کی بات پہ طلحہ کے حرکت کرتے ہاتھ رک گئی۔

پتوزون۔ طلحہ نے ہاتھ کھڑے کیے کرسی سے ٹیک لگا کر کہا تو غمزہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

میں یا شوہز انڈسٹری میں کام کرنا اگر میں تو یقین مانو تمہارا ہر کہا تمہاری زبان سے نکلنے سے پہلے پورا کردوں گا سوائے فلموں میں کام کرنے کے اگر تم شوہز انڈسٹری کو چوز کرتی ہو تو آج سے تمہارا اور میرا راستہ الگ ہو جائے گا ہمارے بیچ جو ہے سب ختم ہو جائے گا میں کبھی تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا نہ ہی کچھ کہوں گا ہم ایک دوسرے کے لیے بالکل اجنبی بن جائے گی۔ طلحہ کی بات پہ عنزہ شاک کی کیفیت میں اس کا چہرہ تکلنے لگی جہاں سنجیدگی قائم تھی اس کو یقین نہیں آ رہا تھا طلحہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ سکتا ہے کیا اُن کا رشتہ اتنا کمزور تھا جو طلحہ ختم کرنے کی بات کر رہا تھا جب کی دوسری طرف طلحہ کا دل زور سے دھڑک رہا تھا وہ جانتا تو تھا عنزہ بھی اس کو چاہتی ہے پر ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ اس کو چھوڑ نہ دیں۔

تم اتنی بڑی بات کیسے کر سکتے ہو؟ بہت دیر بعد عنزہ کے منہ سے بس یہی الفاظ ادا ہو سکے۔ چوائز از یوئرز۔ طلحہ نگاہیں دوسری طرف کیے بولا۔

یہ اہمیت ہے میری تمہاری زندگی میں جو اپنی بات منوانے کے لیے ہمارا رشتہ داؤ پہ لگا رہے ہو۔ عنزہ کی بات پہ طلحہ نے مٹھیاں زور سے بند کی۔

میرے لیے تم آتی جاتی سانسوں کی طرح ہو۔ طلحہ شدت سے بولا عنزہ کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آئی۔







میری بیٹی کسی ہے اب؟ مقصوم صاحب فلزہ کو دیکھا تو پوچھا۔

مسٹر مقصوم صاحب میں بھی آپ کے پاس آنے والی تھی مبارک ہو عنزہ خان خطرے سے باہر ہے۔ فلزہ نے مسکرا کر بتایا تو مقصوم صاحب نے شکر کا سانس لیا۔

میں اپنی بیٹی سے مل سکتی ہوں؟ سمیہ بیگم بے قراری سے بولی۔

ابھی نہیں وہ مکمل طور پہ ہوش میں نہیں ہم ان کو روم میں شفٹ کریں گے تب آپ مل سکتے ہیں۔ فلزہ بتا کر وہاں چلی گئی۔

یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر۔ آمینہ بیگم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

ڈاکٹر سلمان باہر صبح سے پھر میڈیا کا ہجوم اکٹھا ہوا ہے ان کو اطلاع کر دیں کے عنترہ خان آؤٹ آف ڈیئجر میں ہے۔ فلزہ سلمان کے کیمین میں آکر بولی۔

یہ کام سعد پہلے ہی کرچکا ہے۔ سلمان نے کہا تو فلزہ نے سر ہلایا۔

طلحہ جانتا ہے؟ فلزہ جانے والی تھی جب اچانک خیال آنے پہ پلٹ کر بولی۔

وہ باہر ہے ہو سیٹل آئے تو پتا ہونہ۔ سلمان۔ نے کہا

اچھا ہم فون کرتے ہیں۔ فلزہ بہ کہتی کیمین سے باہر گئی۔

طلحہ مسجد آکر نماز سے فارغ ہوا تو اس کو پورے وجود میں سکون محسوس ہوا نماز پڑھنے کے بعد وہ اٹھا اور ہو سپٹل کی جانب گیا۔



Visit For More Novels : [www.urdunovelbank.com](http://www.urdunovelbank.com) Page 124  
E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)



تمہارے ہوسپٹل میں تمہاری کزن بھی ایڈمٹ ہے اگر اس کی عیادت کرو گے تو ثواب ملے گا۔ روحان نے اس کے چہرے کہ ایکسپریشن جاننے چاہے جو نارمل تھے۔  
شکریہ۔ طلحہ سنجیگی سے کہتا سائیڈ سے گزر گیا روحان کا خون کھول اٹھا تھا۔



آپ کب آئیں؟ مرحا نے آمنہ بیگم سے پوچھا جو ہسپتال گئی تھی عنزہ سے ملنے۔  
ابھی آئی ہوں۔ آمنہ بیگم نے جواب دیا۔  
کیسی طبیعت ہے آپی عنزہ کی؟ مرحا نے پوچھا  
پہلے سے کچھ بہتر۔ آمنہ بیگم بولی۔  
بھائی کے ساتھ آجاتی آپ۔ مرحا نے کہا  
طلحہ آگیا ہے کیا؟ آمنہ بیگم تعجب سے بولی۔  
ہاں آج ہفتے بعد ان کو گھر کا رستہ یاد آگیا۔ مرحا مزاق کہا۔

اچھا افروز سے کہو کھانا لگائیں میں طلحہ کو کھانے پہ لیں آؤں گی۔ آمنہ بیگم کہتی اپر کی جانب بڑھی  
وہ کمرے میں آئی تو طلحہ کو بیڈ پہ لیٹا پایا آمنہ بیگم چلتی اس کے پاس آئی

بھوک نہیں امی۔ طلحہ نے انکار کیا۔

ہو سپٹل میں کام تھا اس لیے نائٹ شفٹ پہ وہی رہنا پڑتا تھا۔ طلحہ نے وضاحت کی۔

جانتی ہوں ایک دفع مل لیتے تو اچھا ہوتا اور رشتے کی خاطر نہیں تو کمزن کی حیثیت سے۔ آمنہ بیگم کی بات پہ طلحہ خاموش رہا۔

کھانا کھانے آجانا۔ آمنہ بیگم طلحہ کو جواب نہ دیتا دیکھ کر بولی اور کمرے سے نکل گئی ان کے جانے کے بعد طلحہ نے افسردہ سانس خارج کی۔



موم مجھے آپ کا اتنا کیڑنگ ہونا ہضم نہیں ہو رہا۔ غمزہ نے سمیہ بیگم کو کہا جو اس کی خدمت کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی







ابھی اس کا یہاں رہنا بہتر تھا۔ طلحہ نے مقصوم صاحب سے کہا جو عنزہ کو گھر لیکر جانا چاہتے تھے۔

بور ہوگئی ہے بہت دفع کہہ چکی ہے اب اگر بات نہ مانی تو غصہ ہوگی دوائیں بھی نہیں لیں گی۔ مقصوم صاحب نے وجہ بتائی

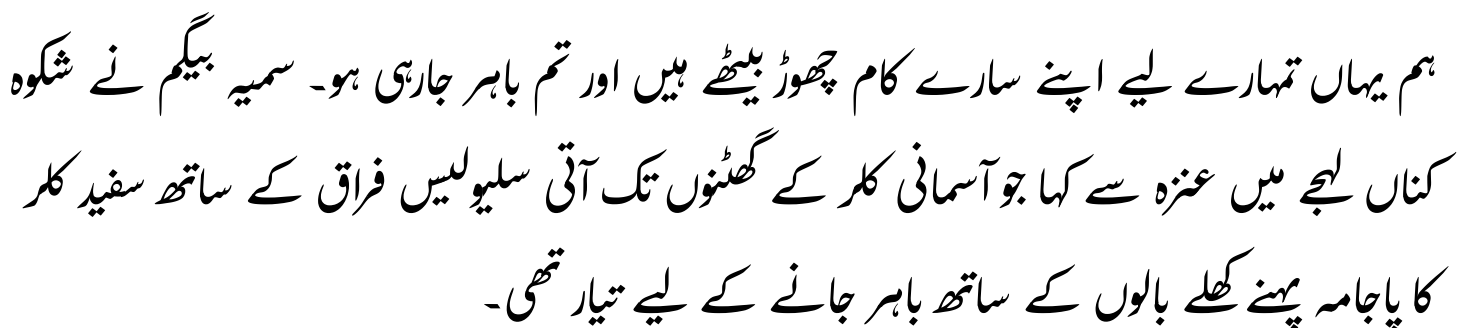
جیسے آپ کی مرضی آپ بس بہت خیال رکھیے گا اس کو زیادہ زور سے بات کرنے نہ دیجئے گا اس کے ماتھے پہ گہری چوٹ ہے اگر وہ چیخے گی یا زور سے بات کریں گی تو سر میں درد ہوگا۔ طلحہ نے ان کو ہدایت دی جس پہ وہ بس سر ہلا گئے۔



عنزہ کو ڈسچارج ہوئے آج دو دن ہو گئے تھے گھر میں آئی تو ان دو دنوں میں اس کو بہت سارے اپنے فینز کی طرف سے بیسٹ وشنز پھولوں کے بکے مل چکے تھے جس کو اس نے اسٹور روم میں

ہاں پر جو تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا سونگ کی وجہ سے

ٹھیک ہے تم جلدی سے اپنے سونگ کا شوٹ پورا کرو پھر میں موم ڈیڈ کو بھیجتا ہوں۔ روحان نے کہا تو عنترہ رلیکس ہوئی۔



موم میں ضروری کام سے باہر جارہی ہوں اور میں اب ٹوٹلی فائن ہوں اس لیے اپنے ورک اسٹارٹ کرنے کا سوچا ہے آپ بھی اپنے ضروری کام میرے لیے نہ چھوڑے۔ غمزہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

کام اسٹارٹ کرنے کا سوچنے کا کیا مطلب تم آج پھر شوٹ پہ جا رہی ہو۔ سمیہ بیگم بگڑے تیورو سے پوچھنے لگی۔

یس اپنی پروبلم؟ غمزدہ نے آرام سے پوچھا

موت کے منہ سے نکل آئی اس کام کی وجہ سے پھر بھی باز نہیں آرہی۔ سمیہ بیگم نے تاسف سے کہا۔

کنٹریکٹ سائن کیا ہے میں نے اور ویسے بھی ایک حادثہ ہی تو تھا ہونا تھا ہو گیا بس۔ عنزہ نے کہا۔

اتنی ضد اچھی نہیں ہوتی۔ سمیہ بیگم نے سمجھانا چاہا۔

ضد نہیں پیش ہے میرا۔ عنزہ جواب دیتی ہیل کی ٹک ٹک کرتی باہر چلی گئی سمیہ بیگم سر جھٹکتی رہ گئی۔

عنزہ باہر آکر اپنی گاڑی میں بیٹھی اپنا موبائل نکال کر اس نے روحان کے نمبر پہ ایک میسج چھوڑا پھر گاڑی اسٹارٹ کرتی سڑک پہ ڈال گئی۔



طلحہ بات سننا۔ فلزہ نے طلحہ سے کہا جو جلدی جلدی میں وارد کی جانب جا رہا تھا بعد میں ابھی ایمر جنسی کیس ہے۔ طلحہ عجلت میں کہتا وہاں سے چلا گیا فلزہ گہری سانس بھر کر باہر آگئی۔

کام نہیں تھا تو آگئی یہاں۔ فلزہ نے بیٹھ کر بتایا

طلحہ آج بڑی ہے اس لیے میں اکیلا ہوں۔ سعد نے بات شروع کی۔  
ہممم بڑی تو وہ ہے سرجن جو ہے۔ فلزہ ہنس کے بولی۔

ڈاکٹر سعد اور ڈاکٹر فلزہ پلینز ہو سپیٹل کے اندر چلیں۔ وہ دونوں باتوں میں مگن تھے جب ایک نرس ان کی طرف آتا ہوا بولا تو وہ دونوں فوراً سے اندر کی طرف جانے لگیں



عنزہ روحان کے ساتھ سیٹنارس مال آئی تھی شابنگ کے لیے اس نے اپنے چہرے پہ ماسک لگایا ہوا تھا اور روحان نے بھی تاکہ ان کو کوئی پہنچان نہیں پائے اور وہ دونوں آرام سے شابنگ کر سکیں۔

کل موم ڈیڈ آئیں گیں ماموں مامی سے بات کرنیں۔ شابنگ کے بعد وہ فوڈ کارنر میں آئے تھے جب روحان نے بتایا۔

نائس پر ابھی منگنی کی بات ہوگی شادی دو ماہ بعد تب تک میرا شوٹ مکمل ہو جائے گا۔ عنزہ نے کہا تو روحان نے سر کو خم دیا جس پہ عنزہ مسکرا کر کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔ اب کہاں جانا ہے؟ وہ دونوں گاڑی کی طرف آئے تو روحان نے کہا۔

گھر ڈراپ کر دو۔ عنزہ نے سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے کہا۔

لونگ ڈرائیو پہ جانے کا پلین تھا ہمارا۔ روحان نے یاد کروایہ۔

تھا تو سہی پر پہلے شوٹ اس کے بعد شاپنگ تو میں تھک گئی ہو اور رات بھی ہوگئی ہے اس لیے۔ عنزہ نے ونڈو سے باہر جھانکتے ہوئے کہا جہاں تاریخی کا راج تھا پر لائٹس چمکنے کی وجہ سے زیادہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اوکے ایز یو وش۔ روحان کندھے اچکا کر بولا اور ساتھ میں گاڑی سٹارٹ کر دی۔



کیا سوچ رہی ہیں؟ آج طلحہ گھر پہ تھا کمرے سے جب وہ فریش ہو کر نکلا تو آمنہ بیگم کو سوچوں میں دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

گل ناز اور اس کا شوہر آیا ہے بھائی مقصوم کی طرف۔ آمنہ بیگم نے بتایا۔

تو آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں اپنے بھائی کے پاس آئی ہیں پھپھو اور کونسا پہلی بار آئی ہیں۔ طلحہ نے آرام سے کہتے ٹی وی کا ریہوٹ پکڑا۔

جس مقصد سے آئی وہ پہلی دفع ہے۔ آمنہ بیگم کی بات پہ اس کا ماتھا ٹھٹکا۔

مطلب؟ طلحہ اپنے لہجے کو سرسری کر کے بولا۔

روحان اور عنزہ کی منگنی کی ڈیٹ فائل کرنے آئے ہیں۔ آمنہ بیگم نے بتایا تو طلحہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔

اچھی بات ہے۔ طلحہ زبردستی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے بولا۔

تم کہو تو میں تمہارے اور

امی پلیز۔ طلحہ نے بیچ میں ٹوک دیا تو آمنہ بیگم نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

وہ انکار نہیں کریں گے۔ آمنہ بیگم نے سمجھانا چاہا۔

پر میں انکار کر رہا ہوں امی میرے ماضی کو ماضی رہنے دیں میں اپنے ماضی کو مستقبل کا حصہ نہیں بنانا چاہتا۔ طلحہ سنجیدگی سے کہتا باہر نکل گیا آمنہ بیگم نے روکا نہیں وہ کہنا چاہتی تھی کہ ماضی تب ہوتا جب تم بھول جاتے جو ہر منٹ بات لمحہ یاد ہو اس کو ماضی نہیں کہا جاتا۔





آمنہ بھابی نے لڑکی دیکھ لی ہے بس طلحہ ہاں کر دیں تو وہ لیں آئے گی دولہن کو سمیہ بیگم نے مسکرا کر کہا عنزہ نے آنکھوں میں الجھن لیے اپنی ماں کو دیکھا اس کے دماغ میں سب سے پہلے خیال فلزہ کا آیا تھا۔

اچھا وہ کون مامی؟ روحان نے دلچسپی سے پوچھا

کولیگ ہے طلحہ کی بہت سال سے ساتھ ہیں اس کا ہی سوچ رہی ہیں نام بتایا تھا پر یاد نہیں۔ سمیہ بیگم نے بتایا تو روحان نے عنزہ کو دیکھا جس کے تاثرات اپنی شادی کی بات پہ تو نارمل تھے مگر طلحہ کی شادی کا سن کر اس کا رواں رواں بے چین ہو گیا تھا۔



اپنی زندگی کو مشکل میں مت ڈالو اپنا لوں عنزہ کو انا میں آکر خود کی زندگی کو بدترین مت بناؤ۔ سعد نے طلحہ کو سمجھانا چاہا۔

میرے لیے اب ان چیزوں کی گنجائش نہیں وہ خوش ہے اپنی زندگی میں میں بھی اس سے زیادہ خوش ہوں اپنی زندگی میں۔ طلحہ نے سعد سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

کتنے خوش ہو تم یہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔ سعد نے طنزیہ انداز میں کہا جس سے طلحہ نظریں چڑا گیا۔

دیکھو طلحہ تم اس سے آج بھی محبت کرتے ہو تمہاری محبت کی شدت میں نے اس دن دیکھ لی تھی جس دن عنزہ آئے سی یو روم میں تھی۔ سعد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا طلحہ اب بھی خاموش رہا۔

دیکھ لو گے اس کو روحان کے ساتھ برداشت کر لوں گے جب اس کی شادی کسی اور سے ہو جائے گی؟ سعد نے وہ سوال کر ڈالا جس کا جواب طلحہ خود نہیں جانتا تھا۔

آج بھی سوچتا ہوں تو بس یہی کہ کیسے اس کا دل کسی اور کا ہونے کو مانا ہوگا۔

دیکھ رہا ہوں اب سے نہیں چھ سالوں سے برداشت بھی کر لوں گا میں نے کہا نہ اب میری زندگی میں ان چیزوں کی گنجائش نہیں تو مطلب نہیں۔ طلحہ سخت لہجے میں بولا۔  
یہ بات ہے تو آجانا اس کی منگنی میں آخر کو کزن ہے تمہاری امید ہے ثابت کر لوں گیں کے واقع میں گنجائش نہیں۔ سعد نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

میں کوشش کروں گا آنے کی پر یقین سے نہیں کہہ سکتا کیوں کی مجھے بہت کام ہوتے ہیں۔ طلحہ کی بات پہ سعد مسکرا دیا جب کی طلحہ اس کو نظر انداز کرتا وہاں سے چلا گیا۔

،، عشق سچا وہی جس کو ملتی نہیں منزلیں



عنزہ اپنے کمرے میں بیٹھی تیار ہو رہی تھی بیوٹیشن بھی ساتھ تھی جس نے عنزہ کو میک اپ کرنا تھا آج اس کی منگنی تھی منگنی کا بندوبست گھر کے اندر کیا گیا تھا۔  
میم یو لک ویری پریٹی۔ عنزہ جیسے ہی واشروم سے گلابی کلر کی میکسی پہنے نکلی تو پارلر والی نے کہا جس پہ عنزہ نے مسکرانے پہ اکتفا کیا اور مرر کے سامنے کھڑی ہو کر خود پہ تنقیدی نگاہ ڈالی  
گلابی کلر کی میکسی جس کا گلا گول تھا اور بازو سلیولیس تھے بس دونوں بازو پہ ایک اسٹریپ کی لڑی تھی۔

میم سٹ۔ پارلر والی کی آواز پہ عنزہ گرمی سانس بھر کر بیٹھ گئی تو بیوٹیشن نے اپنے ہاتھوں کی مہارت سے اس کے چہرے پہ خوبصورت سا میک اپ کیا میک اپ کے بعد بالوں کو اس نے

اسٹریٹ کر کے پیچھے چھوڑا جب کی سر پہ پنز لگائی جس پہ موتی لگیں ہوئے تھے جو بہت خوبصورت لگ رہی تھے عنزہ کو تیار کرنے بعد اس نے میچنگ جیولری پہنائی جو بس ایک چین اور بریسلیٹ تھا کانوں پہ گلابی ٹاپس پہنائے عنزہ بے تاثر نظروں سے اپنا خوبصورت چہرہ دیکھ رہی تھیں وہ چاہ کر بھی کوئی خوشی محسوس نہیں کر پا رہی تھیں

بار بار ایک انسان کا خیال آ رہا تھا جس سے بچنے کے لیے اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لی۔

میرے بعد احساس ہوگا تمہیں

میرا ہونا کیا تھا، میرا نہ ہونا کیا ہے۔

آپ مجھے آؤگرام دیں سکتی ہیں؟ بیوٹیشن نے تیار کرنے کے بعد فرمائش کی تو عنزہ نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو ہاتھ میں پین اور رومال پکڑے کھڑی تھی عنزہ نے دونوں چیزیں لی آؤگراف دینے کے بعد واپس کی تو بیوٹیشن شکریہ کہہ کر اپنا سامان پیک کرنے لگی جب کی عنزہ لاتعداد سوچوں میں کھو گئی۔



بھی اینٹری ہوئی تھی طلحہ کی نظر عنزہ پہ پڑی تو ہٹنا بھول گئی تھی یہی حال عنزہ کا تھا اس نے بلیک پینٹ کوٹ میں طلحہ کو دیکھا تو دل بغاوت پہ اتر آیا وہ ہر چیز کو فراموش کر کے وہ بس کسی مورت کی طرح اپنی ماں کے سہارے چلی آرہی تھی نظریں تو بس طلحہ پہ ٹکی ہوئی تھی جو ہوش میں آکر فورن سے اپنی نظروں کا زاویہ بدل گیا تھا طلحہ بلیک پینٹ کوٹ پہننے اور بالوں کو جیل سے سیٹ کیا تھا گندمی رنگت پہ سنجیگی چھائی ہوئی تھی جو اس کو بہت منفرد اور خوبصورت بنا رہی تھی عنزہ کا دل زور سے دھڑکا تھا یہ سارا منظر روحان ناگوری سے دیکھ رہس تھا اس کو مزید برداشت نہ ہوا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر عنزہ کے پاس آیا اور اپنا ہاتھ اس کے بازو پہ رکھ کر اپنے حصار میں لیا تھا یہ سین کیمبرہ میں قید ہو گیا تھا عنزہ ہوش میں آتی روحان کا ہاتھ ہٹانے لگی پر روحان نے کرنے نہیں دیا عنزہ نے چور نگاہ طلحہ پہ ڈالی جو بے نیاز سا رویان کے ساتھ کھڑا بات کر رہا تھا عنزہ سر جھٹکتی روحان کے ساتھ اسٹیج کی طرف آئی۔

طلحہ نے بڑے ضبط سے روحان کا ہاتھ عنقریب کے برہنہ بازوں پہ برداشت کیا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ روحان کا ہاتھ توڑ ڈالتا اس کو شاک تو اس بات پہ تھا کہ عنقریب اتنا نارمل بیہوش کیوں کر رہی تھی اس کو روحان سے بیس قدموں کے فاصلے پہ ہونا چاہیے تھا اس کو اپنی اندر گھٹن کا احساس ہو رہا تھا یہاں آنے کا فیصلہ اس کو بیوقوفانہ لگا تھا۔

درد ہے یا تیری طلب لیکن جو بھی ہے مسلسل ہے

طلحہ بھائی چلیں رسم شروع ہونے والی ہے۔ رویام نے طلحہ سے کہا۔

تم چلو میں آتا ہوں۔ طلحہ مصنوعی مسکراہٹ سے بولا ورنہ دل تو خون کے آنسو رو رہا تھا وہ جانتا تھا عنزہ کے بنا زندگی آسان نہیں ہوگی پر اس نے سوچا تھا وہ خود کو سنبھال لیں گا پر وقت کے ساتھ ساتھ اندازہ ہو رہا تھا خود کو سنبھالنا مشکل ہے جس سے آپ محبت کرتے ہو اس کو کسی اور کے ساتھ دیکھنا عذاب ہے بہت بڑا عذاب۔ طلحہ اپنی ماں کے بلانے پہ ناچاہتے ہوئے بھی اسٹیج کی طرف آیا اور سائیڈ پہ کھڑا ہو گیا۔

یہ لو انگھوٹی۔ سمیہ بیگم نے پہلے عنزہ کو دی تو عنزہ نے ایک نظر طلحہ کو دیکھا جو ایسے کھڑا تھا جیسے اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا ہو عنزہ کے اندر کچھ چھن کے ٹوٹا تھا طلحہ کی اس قدر لا تعلقی دیکھ اس نے گہری سانس لی اور مسکرا کر روحان کے ہاتھ کی انگلی میں انگھوٹی پہنائی تو پورا ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا روحان نے جتنی نظروں سے طلحہ کو دیکھا جو اس کے دیکھنے پہ مسکراہٹ پاس کی تھی جس سے روحان کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی عنزہ کے انگھوٹی پہنانے کے بعد گل ناز نے روحان کو انگھوٹی دی جس پہ روحان نے عنزہ کا مخروطی نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر اس کو انگھوٹی پہنائی جس سے دوبارہ ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا سب





مطلب میری نظروں میں اتنی تپش ہے کہ تمہیں محسوس ہو۔ غمزہ خود سے بڑھتی ٹیرس سے جانے لگی۔



کیسا لگ رہا ہے طلحہ سے جیت کر آج تو تم نے اس کی قیمتی چیز کو اپنے نام کر ہی دیا۔ آریز  
نے مشروب پیتے روحان سے کہا۔

دیکھاوا کر رہا تھا ورنہ اندر تو آگ لگی ہوگی۔ آریز نے کہا۔

نوموم روحان اور میں مل کر کام کریں گے آپ فکر نہ کریں روحان کو کوئی پروہلم نہیں۔ عنترہ ملازمہ سے کافی کاکپ تھامتی ہوئی بولی۔



جی امی جان۔ طلحہ نے مسکرا کر کہا جس پہ آمنہ بیگم کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

میں آج ہی ان سے بات کر کے منگنی کی تاریخ طے کروں گی پھر جلدی ہی شادی کی بھی اب میں اور دیر نہیں کروں گی۔ آمنہ بیگم کی جلدبازی یہ طلحہ نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔



رویام اپنے کمرے میں اضطراب کی حالت میں چکر کاٹ رہا تھا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا اس نے جو روحان اور آریز کی باتیں سنی وہ سچ تھی؟

طلحہ بھائی کو بتاؤ ساری حقیقت کیا پتا وہ عنزہ آپی کو معاف کر دیں؟ رویام خود سے بولا۔  
نہیں آپی کو بتاتا ہوں کیونکہ غلط تو ان کے ساتھ ہوا نہ روحان بھائی کو حسد طلحہ بھائی سے تھا اور  
طلحہ بھائی کو عنزہ آپی سے محبت جس کی وجہ سے عنزہ آپی بلا وجہ بھائی کا ٹارگٹ بنی۔ رویام نے  
اپنی بات کی نفی کی اور بیڈ یہ پڑا اپنا سیل فون اٹھا کر عنزہ کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

ہیلو رویام۔ غنہ نے کال اٹینڈ کر کے کہا۔

جی آپنی آپ سے ضروری بات کرنی تھی کیا آپ فری ہیں؟ رویام نے پوچھا۔

تم بولوں میں سن رہی ہوں۔ غمزہ نے اجازت دی۔

روحان بھائی نے آپ کے ساتھ چیٹ کیا ہے۔ رویام ایک سانس میں بولا۔

ہوش میں ہوتم کیا بول رہے ہو یہ۔ غمزہ کو سمجھ نہیں آیا۔

جی بھائی نے آپ کو یوز کیا صرف اور صرف طلحہ بھائی کو ہرانے کے لیے کیونکہ وہ آپ کو بہت

چاہتے تھے ان کو لگا اگر آپ طلحہ بھائی کو چھوڑ دیں گی تو طلحہ بھائی ٹوٹ جائے گا وہ ہار جائے

گئیں روحان بھائی سے پیچھے رہ جائے گئیں پر ایسا نہیں ہو سکا کیونکہ طلحہ بھائی کو اپنے جذبات

چھپانے آتے ہیں۔ رویام کا ہر ایک لفظ اس کے اُپر کسی بم کی طرح گر رہا تھا وہ مأوف ہوتے

دماغ کے ساتھ اس کی بات سن رہی تھی جب کی ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈے ہو رہے تھے۔

رویام تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی طلحہ سے خار روحان کی ایک طرف پر میں اس کی کمزن تھی وہ

میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔ غمزہ اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پہ زبان پھیر کر بولی۔

ضرور اگر میں اپنے کانوں سے نہ سنتا پر مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی بھلا خود سوچے روحان

بھائی نے آپ کو اتنا فورس کیوں کیا شوہر میں جانے کے لیے آپ کو آڈیشن کا بھی بتایا جب کی

آپ بس ایسے ہی خواہش رکھتی آپ جانتی تھی طلحہ بھائی کو یہ سب نہیں پسند جس کی وجہ سے

میں زندہ کیوں ہوں مجھے مرجانا چاہیے محبت میں بے وفائی کرنے والے کو کوئی حق نہیں زندہ رہنے کا۔ عنزہ پاگلوں والے انداز میں کہتی کمرے سے باہر آئی ہال میں آکر اس نے یہاں وہاں نظر گھمائی تو میز پر فروٹ باسکٹ کے ساتھ نائیف نظر آئی عنزہ نے بنا یہاں وہاں دیکھے نائیف

ہاتھ میں لی چہرہ پورا آنسو سے تر تھا عنزہ نے گہرے سانس لیے اور نائیف کلائی پہ نس کی جگہ رکھی دباؤ بھرہانے والی تھی جب کسی نے نائیف ہاتھ سے کھینچ کر لی عنزہ نے جو آنکھیں بند کر لی تھی اچانک ہوتی اکتفا کر اپنی آنکھیں کھول کر سامنے والے کی طرف دیکھا اس کا چہرہ اٹھانا تھا اور طلحہ نے پوری طاقت سے تھپڑ اس کے منہ پہ مارا عنزہ کے نازک گال پہ طلحہ کے بھاری ہاتھ کی انگلیوں کا نشان چھوڑ چکا تھا عنزہ بے یقین نظروں طلحہ کو دیکھا جو شعلہ برساتی نظروں سے اس کو گھور رہا تھا اپنے سامنے طلحہ کو دیکھ کر اس کے آنسو میں مزید روانگی آئی تھی عنزہ بنا کسی بات کی پرواہ کیے طلحہ کے سینے سے لگ گئی اس کی جرت پہ طلحہ ہکا بکا رہ گیا وہ جو ابھی عنزہ کے احمقانہ حرکت کی وجہ نہیں جانا پایا تھا اب اس کا ایسے گلے لگ کر رونا سمجھ نہیں آیا وہ تو یہاں مقصوم صاحب سے ملنے آیا تھا آمنہ بیگم کے کہنے پہ ان کا کہنا تھا آج مقصوم بھائی کا آفس کے آف ہے اس کو جا کر کہو کہ وہ ہمارے ساتھ چلیں سنایا کا رشتے لینے کے لیے کیونکہ وہ بڑے ہیں ان کا جانا لازمی ہے جس پہ طلحہ ناچاہتے ہوئے بھی وہاں آگیا تھا مگر ہال کا منظر دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے عنزہ کے ہاتھ میں نائیف دیکھ کر وہ تیر کی تیزی سے اس کے پاس آیا تھا عنزہ نے جیسے نائیف اپنی کلائی پہ رکھی تب طلحہ کا سانس اپنا رکتا محسوس ہوا۔ طلحہ حیرت سے سمندر سے باہر آتا عنزہ کو کندھوں سے پکڑ کر دور کرنا چاہا کیونکہ اس کو فلحال عنزہ پہ غصہ تھا پر عنزہ نے اس کی پہنی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ لیا جس پہ طلحہ نے گہری سانس لی۔

عنزہ۔ طلحہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اس کا نام لیا۔

آج چھ سال بعد طلحہ کے منہ سے اپنا نام سن کر عنزہ کو سکون محسوس ہوا تھا۔

مجھے معاف کر دو طلحہ پلیز مجھے معاف کر دو۔ عنزہ ہچکیوں کے درمیان روتی ہوئی بولی

کسی نے کبھی کہا ہے؟ طلحہ نے نرمی سے پوچھا جب کی عنزہ ہنوز زور سے اس کے سینے سے لگی

ہوئی تھی جس سے طلحہ عجیب کیفیت سے دوچار تھا اس کو ڈر تھا کہ کہیں کوئی ملازم نہ آجائے

یا مقصوم صاحب اگر ان کو ایسی حالت میں دیکھے گئیں تو جانے کیا سوچے گئیں۔

کسی نے کبھی نہیں کہا۔ عنزہ سو سوں کرتی ہوئی بولی تو طلحہ ایسے ہی عنزہ کو اپنے حصار میں

لیتا صوفے پہ بیٹھایا۔

تو پھر آنسو کی برسات کیوں جاری ہے؟ طلحہ اس کی آنکھیں صاف کرتا ہوا بولا عنزہ کو اس وقت

ایسا لگا جیسے ان کے درمیان کبھی چھ سال آئے ہی نہیں تھے۔

تم آج بھی مجھ سے محبت کرتے ہو نہ؟ عنزہ نے طلحہ کے ہاتھ تھام کر کہا طلحہ کے چہرے پہ

جو نرمی تھی وہ یکدم غائب ہو گئی تھی۔

میں چچا جان سے ملنے آیا تھا یہ جو تم آج حرکت کرنے والی تھی نہ دوبارہ نہ کرنا۔ طلحہ صوفے سے

اٹھتا سرد سپاٹ انداز میں بولا عنزہ نے بڑی تکلیف سے طلحہ کا سرد رویہ دیکھا تھا۔



تم مجھے بے باک کہہ رہے ہو؟ عنزہ کو اپنی آواز کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ طلحہ بنا کوئی جواب دیئے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے جب کی عنزہ میں اب اتنی سکت نہیں تھی کہ طلحہ کو روکتی۔



آمنہ بیگم مرا کے ساتھ ہی چلی گئی تھیں طلحہ نے آکر ان سے جھوٹ بولا تھا کے مقصوم صاحب گھر نہیں تھے گھر آنے کے بعد طلحہ ہو سپیٹل جانے کے بجائے اپنے کمرے میں ہی رہ

گیا تھا کیونکہ عنزہ کے رویے کی وجہ سے وہ حد درجہ پریشان ہو گیا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اچانک عنزہ کو کیا ہو گیا جو ایسے اس کے قریب آرہی تھی ورنہ کل تک تو بہت مطمئن تھی روحان سے منگنی کے بعد یہ خیال آتے ہی طلحہ کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آگئی تھی۔

میں نے جس سے محبت کی تھی وہ عنزہ مقصوم تھی ناکہ عنزہ خان میری محبت تو اسی دن ختم ہوگئی تھی جب تم میرے جذبات کو روند کر چلی گئی تھی۔ طلحہ یہاں وہاں کمرے میں ٹہلتا خیالوں کی دنیا میں عنزہ سے مخاطب تھا۔

میرا دل تمہارا زرخیز غلام نہیں جو جب چاہا اندر آگئی جب جی چاہا چھوڑ کر چلی گئی۔ طلحہ دیوار پہ مکہ مارتا طیش کے عالم میں بولا۔

اب ذرہ چاہیے تنہائی مجھے

اب کوئی چاہنے والا نہیں چاہیے



دو دن ہو گئے تھے اس نے خود کو کمرے میں بند کر رکھا تھا سمیہ بیگم یا مقصوم صاحب نے بھی پوچھنے کی زحمت نہ کی کیونکہ ان کے اپنے پاس ہی بہت سے کام تھے جس وجہ سے وہ عنزہ







اتنی ایمرجنسی میں بلایا مجھے سب تو ٹھیک تو ہے نہ میرے سونگ کی رکارڈنگ تھی آج جس کو سٹاپ کرتا میں یہاں آگیا ہوں۔ عنزہ جیسے ہی ریسٹورنٹ آئی روحان نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی جس کو عنزہ نے بہت کوفت سے سنا تھا ساری سچائی جاننے کے بعد وہ روحان کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ اس کو ساری غلطی بس روحان کی لگ رہی تھی اور اب وہ بس باقاعدہ اور فائل بات کرنے کے لیے روحان کو میسج کر کے یہاں آنے کا کہا تھا۔

بہت ضروری بات تھی اس لیے ملنے چلی آئی۔ عنزہ سرد لہجے میں بولی روحان نے غور سے عنزہ کی جانب دیکھا جو بہت بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔

کیا بات ہے؟ روحان نے جاننا چاہا۔

یہ دینے آئی تھی۔ عنزہ نے اپنی پرس سے ایک چیز نکال کر روحان کے سامنے کر کے کہا۔ مجھے کیوں دینی ہے یہ تو تمہاری ہے۔ روحان کی بات پہ عنزہ نے تاسف سے اس کے دوغلے روپ کو دیکھا تھا جو کسی سانپ کی طرح اپنوں کو بھی ڈس رہا تھا۔

میں تم سے سارے رشتے ختم کرتی ہوں۔ عنزہ نے بم پھوڑا۔



میں اب سترہ اٹھارہ سال کی ٹین ایجر لڑکی نہیں جس کو تم اپنی باتوں میں مطمئن کرلوں گے۔ عنزہ نے دوبارہ اپنی بات شروع کی۔

اچھا ٹھیک ہے پھر ختم کرو منگنی میں کونسا مرے جا رہا ہوں تمہارے لیے ویسے بھی اب اگر تمہیں کوئی خوشفہمی ہے نہ کے طلحہ سے اپنے رابطے بحال کروگی تو یہ نہ سوچو کیونکہ طلحہ کبھی یوزلیس چیز استعمال نہیں کرتا تو پھر تمہیں کیسے قبول کریں گا۔ روحان کمینگی سے مسکرا کر بولا عنزہ کا دل کیا اس کے چہرے سے مسکراہٹ نوچ لیں۔

بہت ہی کمینے انسان ہو شرم نہیں آئی تمہیں اپنی لڑائی میں ایک لڑکی کو ہتھیار بنایا۔ عنزہ تاسف سے اس کی طرف دیکھ کر کہا جس پہ روحان ہنس پڑا۔

باتیں تو مجھے ایسے سنار ہی ہو جیسے خود بہت انوسینٹ ہو دیکھو مس عنزہ تم آج جس مقام ہو میری بدولت سے ہو اور اگر اپنی محبت سے محروم ہو تو اپنی وجہ سے کیونکہ چھ سال پہلے تمہارے ہی سر پہ پاکستان کی فیمس ایکٹریس بننے کا جنون سوار تھا میں نے تو بس اس جنون ہو ہوا دی جانتا جو تھا طلحہ کو یہ نہیں پسند اور جیسا میں نے چاہا ویسا ہی ہوا تم نے ایکٹریس بننے کے لیے طلحہ کو فراموش کر دیا اس کی محبت گنوا دی۔ روحان نے اس کے زخموں پہ نمک چھڑکا جس پہ عنزہ تڑپ اٹھی اس لیے بنا لحاظ کیے سامنے پڑا فریش جوس کا گلاس اٹھا کر روحان کے اُپر انڈیل

ڈالا تھا روحان نے غصے غمزہ کو دیکھا جس سارا اس کے بالوں سے ہوتا اس کی شرٹ خراب کر گیا تھا وہ تو اچھا تھا بکنگ پرائیویٹ ایریا میں تھی ورنہ اچھا خاصا اسکیڈل بن جاتا دونوں کا۔ یہ بلڈی۔ روحان نے گالی بکی۔ جب کی غمزہ نظر انداز کرتی ریسٹورنٹ نے باہر نکل گئی روحان نے طیش کی حالت میں ہاتھ زور سے ٹیبل پہ مارا۔



روحان نے تو تمہیں بس شوہر جانے کے لیے آسانیاں پیش کی تھی جب کی طلحہ کو تو تم نے خود چھوڑا تھا اس لیے سارا قصور وار روحان کو نہ دو۔ غمزہ رانیہ کی طرف آئی جب اس نے ساری بات بتائی تو رانیہ نے کہا جس پہ آنسو بہاتی غمزہ ساکت نظروں رانیہ کو دیکھنے لگی۔ غمزہ یہ جو محبت ہوتی ہے نہ یہ قربانیاں مانگتی ہے اس میں جب آزمائشیں آتی ہیں تو دونوں کو ساتھ آزمائشوں کو پورا کرنا ہوتا ہے جب تم لوگوں کی لائیف میں یہ وقت آیا تو تم نے محبت کے بجائے اپنی بات کو فوقیت دی دیکھا جائے تو طلحہ غلط نہیں تھا تمہیں ضد ہوگئی تھی اپنی بات منوانے کی پر ہمیشہ ایسے تو نہیں ہوتا نہ محبت میں ایک سے اپنی بات منواتی ہوتی ہے تو اس کی ماننی بھی پڑتی ہے۔ رانیہ نے اس کو خاموش دیکھا تو پھر اپنی بات جاری کی۔



میں گئی تھی اس کے پاس وہ ایک دن بھی میرا انتظار نہ کر پایا اور چلا گیا۔ عنزہ نے صفائی دی۔ وہ کیا انتظار کرتا تمہارا واپس آنے جانے کا رستہ تم نے خود بند کیا تھا جلد بازی کے فیصلوں سے ہمارا اپنا ہی خسارہ ہوتا ہے تم نے اپنے لیے یہ خسارہ خود تجویز کیا ہے۔ رانیہ نے کہا۔

میں سب کچھ ٹھیک کردوں گی طلحہ مجھے معاف کر دیں گا کیونکہ وہ پیار کرتا ہے مجھ سے ویسے بھی پہلی محبت کوئی انسان نہیں بھول سکتا۔ عنزہ اپنا چہرہ صاف کیے کہا۔

تم بھی تو بھول کر روحان سے آگ

روحان کا نام نہ لو۔ عنزہ نے چیخ کر بیچ میں ہی رانیہ کی بات کو ٹوکا۔

اچھا تو اب کیا کرو گی تم؟ رانیہ نے بات بدلی۔

میں نے اپنے اسنسٹ سے دو دن بعد کی کا۔ کانفرنس رکھنے کا کہا ہے وہ اربن کر دیں گا سب کچھ۔ عنزہ کی بات پہ رانیہ نے سوالیہ نظروں سے عنزہ کو دیکھا۔

کانفرنس کس چیز کی؟

دو دن بعد پتا چل جائے گا۔ عنزہ نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔



میم کوئی خاص وجہ شوہز انڈسٹری چھوڑنے کی؟ آج عنزہ نے کانفرنس میں شوہز انڈسٹری کو خیرباد کرنے کا اعلان کیا تھا جس سے سب کو زور سے حیرت کا جھٹکا لگا تھا رپورٹر دھڑ دھڑ تصویریں ویڈیو لیکر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی جس کے جواب عنزہ بہت تحمل سے جواب دیں رہی تھی۔ طلحہ سنجیدہ چہرہ لیے اپنے فون میں لائیو عنزہ کو میڈیا کے سامنے بولتا دیکھ رہا تھا وہ خود اپنی جگہ حیرانی کا شکار تھا۔

کوئی خاص وجہ تو نہیں بس میں نے اللہ کے کرم سے کم عرصے میں بہت نام کمایا پر اب میں مزید فلموں میں کام نہیں کر سکتی۔ عنزہ نے آرام سے بتایا۔

میم کچھ دن پہلے ہی آپ کی منگنی ہوئی تو کیا روحان علی نے آپ کو فورس کیا ہے کہ یہ کام چھوڑ دیں۔ ایک رپورٹر نے پوچھا۔

نہیں یہ میرا خود کا ذاتی فیصلہ ہے رہی بات منگنی کی تو میں نے کچھ وجوہات کی وجہ سے روحان علی سے منگنی ختم کر لی ہے۔ جہاں عنزہ اس بات پہ کھلبلی مچ گئی تھی وہی طلحہ کے چہرے پہ حیرت کی جگہ ناگوری نے لے لیا تھا۔



ہماری عزت تو پہلے ہی خراب کردی تھی فلموں میں کرتے وقت اور اب رہی سہی کثر تم نے یہ اعلان کرنے میں ختم کردی میں پوچھتی ہوں تمہیں ضرورت کیا تھی پوری کانفرنس کے سامنے یہ اعلان کرنے کی کہ تم نے روحان سے منگنی ختم کی۔ عنزہ کانفرنس سے جان چھڑوا کر آئی تو گھر میں ایک اور کانفرنس اس کی منتظر تھی جو مقصوم صاحب اور سمیہ بیگم نے لگائی تھی۔

آپ لوگ ہی تو چاہتے تھے کہ میں شوہز اندسٹری میں کام کرنا چھوڑ دو اب جب چھوڑا ہے تو بھی آپ کو مسئلہ ہے۔ غمزہ بیزار لہجے میں بولی۔

روحان سے شادی کرنے کا فیصلہ تمہارا اپنا تھا تو یہ کیا تماشا کیا تم نے کانفرنس میں کے منگنی ختم کی۔ مقصوم صاحب نے سخت لہجے میں پوچھا۔

بس نہیں کرنی اب مجھے اب سب بھی یہ ٹاپک بند کریں۔ عمرہ نے سنجیدگی سے کہا۔

اچانک شوبز کو خیرباد کہنا پھر روحان سے منگنی ختم آخر تمہارے دماغ میں چل کیا رہا ہے؟ سمیہ بیگم کڑوے چتون سے اس کو گھور کر بولی۔

ارادے بدلنے میں دیر نہیں لگتی ویسے بھی اب یہ میرا فائنل ڈیسیشن ہے۔ غمزہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

جو بھی پر ہمیں بتانے سے پہلے تمہیں میڈیا کے سامنے ایسے نہیں بولنا چاہیے تھا۔ سمیہ بیگم بولی۔

روحان کو بتادیا تھا اس نے اپنے گھر میں سب بتادیا ہوگا رہی بات آپ کو بتانے کی تو آپ گھر میں رہے تو بندہ کوئی بات بھی کریں۔ عنزہ ان کو شرمندہ کرتی کمرے میں جانب بڑھ گئی جب کی سمیہ بیگم اور مقصوم صاحب ایک دوسرے سے نظریں چڑانے لگے۔



اسلام علیکم، چچی جان طلحہ ہے گھر پہ؟ اتوار کا دن تھا عنزہ کو پتا تھا طلحہ گھر ہوگا اس لیے وہ صبح ہوتے ہی ان کے گھر آئی تھی تاکہ طلحہ سے بات کر سکیں وہ سیدھا طلحہ کے کمرشل میں جاتی مگر ہال میں مرزا اور آمنہ بیگم کو بیٹھا دیکھا تو ان کے پاس آئی۔  
وعلیکم اسلام ماشاء اللہ آج کتنے وقت بعد یہاں آئی ہوں۔ آمنہ بیگم خوشگوار لہجے میں بولی۔  
بس فری تھی تو سوچا آپ لوگوں کے پاس آجاؤ۔ عنزہ نے بتایا۔  
سچ میں یہی بات ہے یا آپ راستہ بھول گئی تھی؟ مرزا نے شرارت سے پوچھا۔  
سچ میں میں یہی بات ہے۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا  
اچھا کیا۔ آمنہ بیگم مرزا کو گھور کر عنزہ سے بولی۔  
طلحہ گھر پہ ہے؟ عنزہ نے دوبارہ سے پوچھا





محبت میں چھوڑنے والے کو بے وفا کہتے ہیں جو محبت کو چھوڑ کر دوسری غیر ضروری چیزوں کو ترجیح دیں پھر وہ گنگار بن جاتا ہے اور تم عنزہ خان میری گھنگار ہو۔ طلحہ چیخ کے بولا عنزہ ڈر کر کچھ قدم دور ہوئی۔

میں سب ٹھیک کردوں گی بس مجھے ایک موقع تو دو۔ عنزہ نے روتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا پر طلحہ نے اپنے ہاتھ کھڑے کر لیے۔

نہیں عنزہ نہیں میں نے کیا کہا تھا یاد کرو میں نے کہا تھا نہ کہ ہم عجنبی بن جائے گے تو پھر بھی تم میرے فرسٹ تحفے کو میرے منہ پہ مار کر چلی گئی تھی بکوز تمہیں پاکستان کی فیمس ایکٹریس بننا تھا۔ طلحہ کے لہجے میں دکھ کا عنصر نمایاں تھا۔

میں لوٹ آئی تھی پر تم چلے گئے تھے میں نے بہت بار رابطہ کرنا چاہا تم سے پر تم نے سارے راستے بند کر لیے تھے۔ عنزہ نے اپنی طرف صفائی دینی چاہی۔ مجھے ایسا کرنے پہ مجبور کرنے والی بھی تم تھی۔ طلحہ تیز آواز میں بولا۔

تم نے ایک دن بھی میرا ویٹ نہیں کیا میں تو دوسرے دن ہی یہاں واپس آئی تھی مجھے معلوم ہو گیا تھا میں تمہاری ناراضگی ایک دن برداشت نہیں کر سکتی تو پوری زندگی کے لیے جدائی کیسے برداشت کر پاؤں گی پر جب میں یہاں واپس آئی تو پتا چلا تم تو لاہور کے لیے روانہ ہو گیا ہو ایک دفع نہ مجھ سے ملے نہ بات کی ایسے ہی چلے گئے تھے غلطی اگر میری ہے تو تمہاری بھی









## کچھ سال قبل

کیا بات ہوئی تھی تمہاری کل طلحہ سے؟ دوسرے دن روحان عنترہ کے گھر آکر بے چینی سے پوچھنے لگا۔

ابھی نہیں روحان مجھے کام سے جانا ہے پھر بات ہوگی۔ عنزہ عجلت میں کہتی بیڈ سے اپنا ڈوپٹہ اٹھا کر اپنے کمرے سے نکل گئی روحان نے غصے سے ہاتھ کی مٹھی دوسرے ہاتھ پہ ماری۔

میرا مطلب وہ نہیں تھا کیا بھائی نے آپ کو نہیں بتایا آپ کو نہیں خبر؟ مرحانے پوچھا۔

اور تم زمانے کی بات کرتے ہو

کیا نہیں بتایا صاف صاف طریقے سے بات کرو کیا کہنا چاہتی ہو۔ عنزہ جھنجھلا کر بولی۔  
طلحہ بھائی تو کل لاہور چلے گئے اپنی میڈیکل کی پڑھائی کے تین سال وہ لاہور میں کرنا چاہتے تھے  
آپ کو نہیں بتایا کیا؟ مرحا نے بتانے کے بعد پوچھا جب کی عنزہ جھٹکوں کی زد میں تھی طلحہ  
ایک دن میں اتنا فیصلہ کر دیں گا اس نے سوچا نہیں تھا وہ تو کل سے بے چین تھی کہ  
جلد بازی میں اس کو طلحہ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا  
جی جی وہ یہاں آگئی تھی مگر یہاں تو بات ہی کچھ اور تھی۔

میں پچی جان سے بات کروں۔ مرہا خود کو کمپوز کرتی اندر کی طرف جانے لگی تو مرہا بھی کندھے اُچکاتی اسکول جانے کے لیے نکل پڑی۔

چچی جان طلحہ نے تو کبھی لاہور جانے کا ذکر نہیں کیا تھا؟ غمزہ آمنہ بیگم کے کمرے میں آکر بولی۔

پتا نہیں کل سے پریشان تھا کافی اُداس بھی معلوم ہو رہا تھا پھر شام کو اپنے لاہور جانے کا بتایا۔  
آمنہ بیگم گہری سانس لیکر بولی۔

ایڈریس بتائے آپ میں اس سے ملوں تو یوں اچانک لاہور کیوں گیا ویسے بھی یہاں کی یونیورسٹی میں اس کا ایڈمیشن تھا تو لاہور میں اپنی ایڈمیشن ٹرانسفر کرنے میں کچھ وقت تو لگتا ہے ایک دن میں تو کچھ نہیں ہوتا۔ عجزہ نے پریشانی سے اپنا ماتھا سہلایا۔

کیا پتا اس نے بات کر لی ہو اور اب لاہور کسی اور کام سے گیا ہو جو بھی پر ایڈریس تو نہیں بتایا مجھے اور نہ اس کے اچانک لاہور جانے پہ مجھے خیال آیا پوچھنے کا پر خیر جب کال کریں گا تو میں پوچھ لوں گی۔ آمنہ بیگم نے کہا

مجھ سے ناراض ہے وہ۔ غمزہ کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

میں لاہور جانا چاہتی ہوں۔ عمنزہ نے بس اتنا کہا۔

لاہور کوئی چھوٹا شہر نہیں جہاں تم آسانی سے طلحہ سے مل لوں گی ایڈریس نہیں پتا تمہیں اس کا اور نہ یونیورسٹی کا پتا ہے طلحہ نے اپنے گھروالوں کو نہیں بتایا تو کیا گارنٹی ہے کہ وہ لاہور ہی گیا ہوگا کہیں اور نہیں۔ روحان نے عنزہ کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے کہا۔

میں جانتی ہوں عنزہ تم بہت پیار کرتی ہو طلحہ سے پر جب طلحہ کو تمہاری فکر نہیں تو تم بھی فکر کرنا چھوڑ دو اگر طلحہ کو واقعہ تمہاری پرواہ ہوتی تو تمہیں ایک بار تو رکتا یہ کہتا نہ میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتا یا وہ تمہاری بات مان جاتا تمہارے شوبز میں کام کرنے دیتا پر اس نے تو تمہاری آدھی بات سن کر اپنا فیصلہ سنایا ورنہ تم تو نکاح کی بات بھی کرنے والی تھی۔ رانیہ جو اب تک خاموش تھی اس نے سنجیدگی سے کہا۔

رانیہ سہی کہہ رہی ہے بس تم کل تیار رہنا آڈیشن دینے چلوں گی میرے ساتھ۔ روحان نے رانیہ کی بات پہ تائید کرتے ہوئے کہا۔



آپ کی عمر کیا ہے؟ فلم کے پڑیوسر نے عنزہ سے سوال کیا جو آسمانی کلر کے گھٹنوں تک آتے فراق کے ساتھ پاجامہ پہنے بہت خوبصورت اور اپنی عمر سے زیادہ چھوٹی لگ رہی تھی اس نے







## حال

گھر میں فارغ ہو تو میرے ساتھ آفس میں مدد کر لیا کرو۔ مقصوم صاحب نے موبائل یوز کرتی عنزہ سے کہا۔

ڈیڈ آپ کو نہیں لگتا آپ کو میری شادی کی فکر کرنی چاہیے۔ عنزہ نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھ کر کہا۔

منگنی خود ختم کر لی اب جب مجھے کوئی مناسب لڑکا مل جائے گا تو ہو جائے گی شادی پر یہ اچانک تمہیں تمہاری شادی کا خیال کیسے آیا۔ مقصوم صاحب نے مشکوک نظروں سے عنزہ کی جانب دیکھ کر کہا۔

خیال کیسے آیا یہ چھوڑے آپ کو لڑکا ڈھونڈنے کی کیا ضرورت جب پاس میں ہی ہے۔ عنزہ نے پراسرار لہجے میں کہا تو مقصوم صاحب کی آنکھوں میں نا سمجھی کے بل نمایاں ہوئے۔

کس کی بات کر رہی ہو؟ مقصوم صاحب نے سنجیدہ لہجے میں کہا عنزہ اپنے لب کاٹنے شروع کیے۔

میں طلحہ کی بات کر رہی ہوں۔ عنزہ نے کسی مجرم کی طرح اعتراف کیا۔

طلحہ؟ مقصوم صاحب کو لگا شاید ان کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

یس ڈیڈ طلحہ۔ عنزہ نے زور سے گردن ہلا کر کہا

کیوں

کیوں



حق ہے طلحہ تم میرے علاوہ کسی چڑیل سے منگنی یا شادی نہیں کر سکتے۔ عنزہ جلدی سے بولی۔  
تو کیا میں یہ سمجھو کہ تم خود کو چڑیل بول رہی ہو۔ طلحہ نے اس کی جانب دیکھ کر کہا تو اپنے  
بارے میں چڑیل کا لفظ سنتی عنزہ غش کھانے کے در پہ تھی۔

تم مجھے چڑیل بول رہے ہو؟ عنزہ نے اپنی شرٹ کے بازوؤں فولڈ کرتے طلحہ سے پوچھا طلحہ تو  
اس کا انداز دیکھ کر سہی معنوں میں گھبرا گیا تھا۔

میں نے کب کہا تم ہی بول رہی تھی میرے علاوہ کسی چڑیل سے شادی نہیں کر سکتا تو مطلب  
تو یہی ہوا نہ کہ تم خود ہی اپنے آپ کو چڑیل سمجھ رہی ہو۔ طلحہ نے وضاحت دی۔

میں ایسا کچھ نہیں سمجھتی میں بس تمہیں وارن کرنے آئی ہوں کہ اگر تم نے اپنی کزن سے یا  
کسی سے بھی شادی کرنے کا سوچا نہ تو میں نے تمہارا خون پی جانا ہے۔ عنزہ نے ایک ہی جھٹکے  
میں طلحہ کے گرمیوں پکڑ کر کہا طلحہ نے ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھا جو غصے کی وجہ سے  
لال بنا ہوا تھا پھر دوسری نظر اس کے ہاتھوں میں ڈالی جو اس کے گرمیوں تک پہنچ گئے تھے۔  
تمہیں کیا لگتا ہے ہر بار تمہاری مرضی چلے گی تم جب چاہے میرے پاس آؤں گی اور جب دل  
چاہے گا میری محبت کو ٹھکر مار کر چلی جاؤ گی۔ طلحہ عنزہ کو کمر سے پکڑتا اپنے قریب کیے بولا۔



کھڑکی سے باہر آسمان کی جانب دیکھ کر بولا جہاں شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے غمزہ بہت غور سے طلحہ کو دیکھنے لگی اس کو محسوس ہوا جیسے طلحہ کی آنکھوں میں ہلکی نمی ہو۔

جب تم ریسٹورنٹ میں مجھے تنہا چھوڑ کر چلی گئی تھی نہ تو میں سوچ رہا تھا میری محبت میں کہاں کمی رہ گئی تھی جو تمہارا مجھے چھوڑنا اتنا آسان تھا پھر سوچا تم مجھ سے زیادہ بہتر ڈیزرو کرتی ہوں میں تمہارے قابل نہیں۔ طلحہ کی بات پہ غمزہ نے جلدی سے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر نفی میں سر ہلایا جس سے طلحہ مسکرا دیا۔

میں تمہیں شروع سے ہی بہت چاہتا تھا۔ طلحہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

اگر ایسا ہے تو مجھے اتنے وقت سے خوار کیوں کیا اپنے پیچھے اور سخت لہجے میں بات کیوں کرتے تھے۔ غمزہ نے اس کے بازوؤں پہ سر ٹکا کر کہا

تم نے جو میرے ساتھ کیا اس کے سامنے تو یہ کچھ نہیں تھا۔ طلحہ نے آرام سے جواب دیا۔  
ڈیڈ نے بتایا کہ چچی جان نے اپنی کسی بھانجی کا رشتہ تمہارے ساتھ طے کیا ہے۔ غمزہ نے  
پوچھا۔

ہمم کرنا چاہتی تھی بات ہوئی بھی تھی پر سنایا کو ابھی شادی میں دلچسپی نہیں تھی دوسرا یہ جب میں نے مرزا سے پوچھا تھا کہ میرے لاہور جانے کے بعد تم آئی تھی تو جب اس نے سارا کچھ بتایا تو میں نے امی جان کو منع کر دیا کوئی بھی رشتہ تلاش کرنے کو۔ طلحہ نے بتایا۔



اچھا کیوں؟ غمزدہ نے جان کر بھی انجان بن کر پوچھا۔

کیونکہ مجھے چڑیل پسند آگئی تھی۔ طلحہ نے ہنس کر کہا تو عنقرض نے منہ بسورا۔

یہ غلط ہے اتنی پیار ہونے والی بیوی کو تم چڑیل کا خطاب دیں رہے ہو۔ عنترہ نے برا مان کر کہا۔

تو میری پیاری ہونے والی بیوی کو چاہیے کہ کچھ فاصلہ رکھ کر بات کریں ابھی ہمارا نکاح نہیں ہوا۔ طلحہ نے بہت دیر بعد عقل کی بات کی۔

تو میں کونسا تمہاری گود میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ غمزہ نا سمجھی سے بولی۔

اففف اللہ تمہیں عقل دیں۔ طلحہ نفی میں سر کو جنبش دیتا صوفے کی جانب آکر بیٹھ گیا تو عمرہ بھی صوفے کی جانب آئی پر اب فاصلہ کیے بیٹھی۔

اچھا اب اگر سب ٹھیک ہو گیا ہے تو وہ لاکھیٹ پہنانے میں دیر کیوں کر رہے ہو جو ٹیبل کے ڈرار میں پڑا ہے۔ عنزہ نے شراتی نظروں سے طلحہ سے کہا تو طلحہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔  
تمہیں کیسے پتا وہاں لاکھیٹ ہے؟ طلحہ نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

بس عقل، عقل کی بات ہے۔ عنزہ کندھے اُچکاتی شانِ بے نیازی سے بولی۔ طلحہ اپنی جگہ سے اٹھتا ٹیبل کے دراز سے لاکیٹ نکال کر عنزہ کی طرف آیا تو عنزہ نے بال ایک سائیڈ پہ کیے تو طلحہ نے لاکیٹ اس کے گلے کی زینت بنا گیا۔

بیوٹیفل۔ طلحہ نے لاکھٹ پہنانے کے بعد کہا۔

میں نے جو پہنا ہے۔ غمزہ نے اِترا کر کہا۔

انسان اب اتنا خوشفہم بھی نہ ہو۔ طلحہ نے کہا

تمہیں پتا ہے میں کیا سوچ رہی ہوں۔ کافی دیر بعد غمزہ بولی۔

کیا سوچ رہی ہو؟ طلحہ نے پوچھا

میں نے چار فلموں میں کام کیا ہے اور ان چاروں میں کسی کی بھی اینڈنگ پیپی نہیں تھی تو

کیوں نہ ایک آخری فلم میں ہم دونوں ساتھ فلم میں کام کریں اس کی اینڈنگ پیپی کریں

گے۔ غمزہ نے مگن انداز میں کہتے طلحہ کی طرف دیکھا جو آنکھیں منہ کھلے اس کی جانب دیکھ رہا تھا

طلحہ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر عنترہ کی ہنسی نکل گئی۔

ابھی تک فلموں میں کام کرنے کا شوق پورہ نہیں ہوا۔ طلحہ نے تاسف سے کہا۔

میں نے تو خیر یاد کہہ دیا شوہر انڈسٹری کو یہ تو بس تمہیں آزمانے کی خاطر کہا۔ غمزہ نے مزے

سے بتایا تو طلحہ نے اس کے ماتھے پہ چپت لگائی جس سے غمزہ کھل کھلا اٹھی۔

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

[www.facebook.com/groups/NovelBank](http://www.facebook.com/groups/NovelBank)

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

[www.instagram.com/pdfnovelbank](http://www.instagram.com/pdfnovelbank)

بہترین اور اچھی اردو سٹوریز پڑھنے کے لئے یہ یوٹیوب چینل سسکرائب کریں۔

<https://youtube.com/channel/UCQo-i6LI32LDErKmnsfQ5MQ>